انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ختم نبوت فورم کا ترجمان

جلد 1، شمارہ 3، محرم الحرام 1442ھ، ستمبر 2020ء

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

عقیدۂ ختمِ نبوت اور ناموسِ رسالت ﷺ
کے حوالے سے نہائیت علمی ادبی اور تحقیقی مجلہ

سرپرستِ اعلیٰ
فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری

مدیرِ اعلیٰ
علامہ مفتی سید محمد مبشر رضا قادری

جلد نمبر ——— 1
شمارہ نمبر ——— 3
ستمبر 2020ء
محرم الحرام 1442ھ

ناشر: مفتی سید مبشر رضا، **مطبع:** رضا پبلیشنگ کمپنی لاہور، **مقام اشاعت:** مکتبہ ختم نبوت فورم گوجرانوالہ

مشمولاتِ مجلہ

رونمائی

سات ستمبر۔۔۔۔۔۔۔یوم تحفظ ختم نبوت

محمد نبی ﷺ پہ نبوت ختم ہے یہ اعلان ہر دم سناتے رہیں گے
کرے دعویٰ اب جو نبوت کا جھوٹا وہ کافر ہے ہم یہ بتاتے رہیں گے

برصغیر کے خطہ قادیان (گورداس پور) سے ایک ایسا شاطر اور کذاب شخص مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سامنے آیا، جسے انگریزوں کی آشیر باد حاصل تھی، اس نے ابتدا میں ہندو آریہ اور سناتن دھرمی رہنماؤں سے مناظرہ بازی کر کے مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ بعد ازاں وہ مختلف دعوے کرتے ہوئے 1890ء میں "بروزی نبی" بن بیٹھا۔ جب بلی تھیلے سے آگئی تو تمام مکاتب فکر نے اس کے خلاف جہاد کرنے کو اپنے لئے سعادت سمجھا لیکن اس کے کفر وارتداد کو طشت از بام کرنے میں سنی علماء ومشائخ کا کردار نہایت نمایاں رہا۔ شیر اسلام مولانا غلام دستگیر محدث قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف اولین فتویٰ کفر جاری کیا۔ امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، ان کے معاصرین، اولاد، خلفاء وتلامذہ اور متوسلین کا فتنۂ قادیانیت کے خلاف کردار آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ سلطان العلماء حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار نہایت روشن اور نمایاں رہا۔ آپ نے نہ صرف تحریری طور پر اس فتنۂ عظیمہ کا راستہ روکا بلکہ عملی طور پر بھی 25/ جولائی 1900ء کو لاہور میں میدان مناظرہ میں آ کر اس کے تمام دعوؤں کو خاک میں ملایا لیکن پھر بھی وہ کذاب باز نہ آیا۔ اس کی ذریت نے بھی اس فتنے کو پھیلایا۔ مملکت خداداد پاکستان میں جب اس فتنۂ عظیمہ کی ریشہ دوانیاں عروج پر پہنچیں تو مجاہد ختم نبوت مولانا ابوالحسنات سید محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں 1953ء میں پہلی ملک گیر تحریک ختم نبوت چلی اس میں دس ہزار مسلمان شہید ہوئے، ایک لاکھ گرفتار ہوئے اور دس لاکھ متاثر ہوئے۔ مجاہد ملت کوہ استقامت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ اور محافظ ختم نبوت مولانا سید خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کو سزائے موت سنائی گئی لیکن محافظین ختم نبوت کی جہد مسلسل میں کوئی فرق نہ آیا۔ 29/ مئی 1974ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء کو جب قادیانی غنڈوں نے زدوکوب کیا تو مسلمان سراپا احتجاج بن گئے، مرکزی مجلس عمل قائم ہوئی جس کے جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ منتخب ہوئے۔ 13/ جولائی 1974ء کو راولپنڈی میں عظیم الشان مشائخ کانفرنس کا انعقاد ہوا جس کے داعی شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور منتظم مصلح ملت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ سلطان پوری دامت برکاتہم العالیہ تھے۔ اس کانفرنس میں پچاس سے زائد علماء ومشائخ اور عوام کا جم غفیر تھا اس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی گئی: "مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے"۔ تحریک ختم نبوت 1974ء بھی نہایت کامیابی سے ملک گیر چلی سینکڑوں علماء ومشائخ اسیر ہوئے۔ پاکستانی پارلیمنٹ کے اندر پہلی بار فتنۂ مرزائیت کے خلاف باضابطہ بحث کا آغاز قائد اہل سنت علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی 15/ اپریل 1972ء کی اس تقریر سے ہوا جس میں آپ نے مسلمان کی تعریف کو آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا: "مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی واحدنیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے، مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں" مولانا کوثر نیازی کے چیلنج پر علامہ عبد المصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی۔ قائد اہل سنت علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے 30/ جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبد الولی خان اور غوث بخش بزنجو سے دستخط لئے گئے۔ دونوں نے بغیر کسی لیت ولعل کے دستخط کر دیئے، اس قرارداد پر حزب اختلاف کے 22 افراد جن کی تعداد بعد میں 37 ہو گئی تھی نے دستخط کیے۔ البتہ جمعیت علمائے اسلام کے مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبد الحکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے تھے۔ اس تحریک میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا رکن بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے اراکین میں تقسیم کرنے کے علاوہ ان سے ذاتی رابطہ بھی رکھا۔ اس تحریک میں آپ نے نہایت سرگرمی دکھائی، آپ نے تین ماہ کے دوران صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں ختم نبوت کے حوالے سے خطاب کیا اور عوام کو شعور ختم نبوت دیا۔ سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی فرمائی۔ آپ کی قیادت میں مولانا سید محمد علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدر الدین پر اٹارنی جنرل کے توسط سے 76 سوالات کئے کل 170 سوالات اور جرح کے نتیجے میں مرزائیوں کا دجل وفریب طشت از بام کیا۔ بالآخر تمام مسلمان عوام اور علماء ومشائخ کی متفقہ کاوشیں رنگ لائیں اور 7/ ستمبر 1974ء کو دنیا کے سارے اسلامی ممالک میں یہ قابل فخر اعزاز وسعادت صرف مملکت خداداد پاکستان کے حصے میں آئی کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار عقیدہ ختم نبوت کی بنا پر مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو سرکاری طور پر بھی غیر مسلم قرار دے کر قانونی اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ 7 ستمبر دن ہمارے لئے یوم تحفظ ختم نبوت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہر سال اس دن کو نہایت شایان شان طریقے سے "یوم تحفظ ختم نبوت" کے طور پر منائیں۔ اور عہد کریں کہ ہم آئندہ بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ مملکت خداداد پاکستان میں قادیانی گماشتے آج پھر پر پرزے نکال رہے ہیں۔ لہذا اے ختم نبوت کے محافظو! جاگو اور ختم نبوت پر کسی قسم کی کوئی آنچ نہ آنے دو

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

دعا گو ودعا جو: احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ، سرپرست اعلیٰ ماہنامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل (13/ محرم الحرام 1442ھ/ یکم ستمبر 2020ء، بروز منگل بوقت 20:9 عشاء)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دو جگ پہ جاری و ساری نبی ﷺ کی شفقت ہے
مرے حضور ﷺ کی ہر روح پر عنایت ہے

ثبوتِ عشق فقط پیروی آقا ﷺ ہے
کمالِ حسنِ رسول ﷺ خدا کی چاہت ہے

بوقتِ حاضری کاسہ نگوں نہ رکھ ناداں
درِ رسول ﷺ پہ ہر دم نزولِ رحمت ہے

عقیدہ ختم نبوت ہے دیں کا شیرازہ
ذرا بھی ڈھیل ہو تو پارہ پارہ اُمت ہے

کیا حضور ﷺ نے دروازۂ نبوت بند
کھُلا کہے جو وہی کافرِ رسالت ہے

لعین کہتا ہے ظلّی ہوں میں بروز ہوں میں
یہ جرم کفر تو ناقابل ضمانت ہے

یہ تھی مشیتِ مولا کہ قوم تھی محکوم
وگرنہ قتل تو ایسے کا ،دیں کی خدمت ہے

بَلا سے کفر ہو پر ہم مزاجِ مومن سے
بنائے ایماں ہی صلّ علیٰ کی حُرمت ہے

غلامِ آقا ہوں ، جاروب کش ہوں امت کا
بلاوا شاہِ عرب ﷺ کا ہی میری اجرت ہے

ہوں میں مقلدِ جامی ؒ بھی اور بوصیری ؒ بھی
مرا تو فرض ہی میرے نبی کی مدحت ہے

یہ نعت گو کوئی انعام یافتہ ہے ظفرؔ
کہ اس کی نعت میں عشقِ نبی ﷺ کی نکہت ہے

نتیجہ فکر

ڈاکٹر ظفر السلام ظفر برہانی، برہان شریف ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان، مورخہ: 25 جون 2020ء

الخاتم

دین کا ترجمان الخاتم
آبروئے زمان الخاتم

سنگِ میل رہِ صداقت ہے
راستی کا نشان الخاتم

شاہِ خوباں کی خاتمیّت کا
خوبصورت بیان الخاتم

آؤ آؤ سوئے فلاح آؤ
دے رہا ہے اذان الخاتم

از جنابِ مبشر وصابر
اک حسیں ارمغان الخاتم

نہیں اس میں عروس کوئی کمی
ہے مکمل جہان الخاتم

ابوالکمال عروس فاروقی

7 ستمبر یوم فتح اہل اسلام کو مبارک ہو

غلام دستگیر فاروقی

اسلام حق تعالیٰ کا نازل کردہ آخری دین، آخری پیغام ہدایت ہے۔ جو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق آخری امت، امت محمدیہ کو عطا کیا گیا حق تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون فرما کر حفاظت کا ذمہ لیا جبکہ امت محمدیہ کو اعزاز بخشا کہ جارحہ خداوندی کی حیثیت سے دین متین کی پاسبانی کا فرض ادا کریں۔ جب کوئی فتنہ سر اٹھائے اس کی سرکوبی کر کے دین حقہ کا علم بلند کریں۔

اسی لیے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

يحمل هذا لعلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين و انتحال المبسطلين و تاويل الجاهلين

"ہر آئندہ نسل میں اس علم دین کے حامل ایسے عادل اور ثقہ لوگ ہوں گے جو اسے غالیوں کی تحریف باطل پرستوں کے غلط دعوؤں اور جاہلوں کی تاویل سے پاک کریں گے۔"

غور و خوض سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خالق کائنات نے صرف دین اسلام کی حفاظت کا وعدہ ہی نہیں فرمایا بلکہ اس کے ضمن میں حافظان دین وملت کی حفاظت کا بھی قطعی و یقینی وعدہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم تاریخ اسلام پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ہر صدی میں اس لشکر ربانیہ کا کوئی نہ کوئی دستہ دین اسلام کی حفاظت کے محاذ پر اللہ ورسول کے دشمنوں سے مصروف پیکار نظر آئے گا اسی پر بس نہیں بلکہ دشمنان دین وملت کی تحریفات و تاویلات کے گمراہانہ راستہ میں آہنی دیوار نظر آتا ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مجاہدین ومحافظین اسلام کی پوری تاریخ وعدہ الٰہی اِنا نحن ... الخ کی عملی تفسیر ہے۔

قارئین! گیارہویں صدی سے چودھویں صدی تک ہندوستان کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو آپ کو یہ بات واضح نظر آئے گی کہ دینی قطبیت کا مرکز ومحور اسلامی ملکوں سے ہندوستان منتقل ہو گیا۔ چنانچہ دینی ومذہبی خدمات، حدیث وتفسیر کی خدمات، ہدایت خلق کا کام، سنت احیاء اور ردّ بدعات کا کام، محبت وعشق مصطفی اور ناموس رسالت کے تحفظ کے اعتبار سے ہندوستان کا خطہ دوسرے اسلامی ملکوں پر سبقت لے گیا۔ کیونکہ ان صدیوں میں جو شخصیات اس خطہ میں نمودار ہوئیں ان کی نظیر دوسرے ملکوں میں نہیں ملتی۔ مثلاً گیارہویں صدی کے آغاز میں حضرت مجدد الف ثانی المتوفی 1034ھ بارہویں صدی کے وسط میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المتوفیٰ 1176ھ تیرہویں صدی میں امام احمد رضا خان المتوفی 1340ھ، 1857ء کی جنگ آزادی میں شکست کے بعد مسلمانوں کا مستقبل بظاہر تاریک نظر آ رہا تھا انگریز کے منحوس قدم ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کا نام ونشان مٹانے پر تلے ہوئے تھے۔ کہتے تھے اسلام تو اب صرف چند سالوں کا مہمان ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ یہی نعرہ اس وقت بھی کچھ لوگوں نے لگایا تھا جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد پورا خطہ عرب ارتداد کی آگ کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔ گیارہویں صدی میں بھی کچھ ایسے ہی نظریات سامنے آئے جب طاغوت اکبر "جل جلالہ" کا نعرہ لگاتے ہوئے دین الٰہی تصنیف کر رہا تھا۔ ان تمام مواقع پر حق تعالیٰ کا وعدہ جو حفاظت دین کے متعلق تھا کبھی خلیفہ حضرت صدیق اکبر کی صورت میں ظہور پذیر ہوا کبھی مجدد الف ثانی کی

صورت میں کبھی شاہ ولی اللہ کی صورت میں کبھی امام فضل حق خیر آبادی کی شکل میں سامنے آیا اور کبھی امام احمد خاں کو اس سے کھڑا کیا۔

1857ء کی جنگ آزادی میں شکست کے بعد جب مسلمانوں کی تلوار عارضی طور پر ٹوٹ چکی تھی، تاج وتخت لوٹ چکا تھا۔ آزادی کا نام لینا جرم تھا۔ جہاد کا نام لینا حرام تھا جب اسلامیان عالم کا فیصلہ گورے آقاؤں کے رحم پر تھا انگریز کو سوجھی اب کسی شخص کو میدان میں لاؤ جو دعویٰ نبوت کرے اور مسلمانوں کے دلوں سے عشق مصطفی کی چنگاری کو ختم کرے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ حکومت مسلمانوں کے جسموں پر تو کر رہے ہیں لیکن مسلمانوں کے دل نبی رحمت ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی ناموس کے لیے ڈھرکتے ہیں۔

بہر حال آنے والا بھی بڑا مکار تھا اس نے دعویٰ نبوت کے لے دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا کہا سرکار مدینہ کی ایک بعثت تو چھٹی صدی عیسوی میں مکہ میں ہوئی تھی اور دوسری (نعوذ باللہ) مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں قادیان کی ملعون بستی میں۔ کہا 1857ء کے بعد قرآن (معاذ اللہ) اُٹھالیا گیا اب دوبارہ قادیان میں نازل ہوا ہے۔ اس طرح تیرہویں صدی کے بعد نبی رحمت ﷺ کی بعثت مبارکہ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے خود خاتم النبیین کے منصب پر فائز ہو گیا (معاذ اللہ)

بس پھر کیا تھا جو دل میں آیا کہہ دیا اپنے زہریلے قلم سے خدا اور اس کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا، کن فیکون کا مالک بنا، زندہ اور مارنے کا دعویٰ، نبوتک ا اعلان کرکے انبیاء سے برتری کا دعویٰ، کہا ہر رسول میری قمیص میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت علی کو جھوٹا اور شرابی کہا، کہا ابوبکر وعمر تو میری جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق نہ تھے، کہا زندہ علی کو پکڑو مردہ علی کو تلاش نہ کرو، کہا حسین جیسے سینکڑوں میرے گریبان میں ہیں۔ کہا قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں ارباب عقل و دانش! کیا کچھ لکھوں مسلمانوں کی نماز جنازہ، مسلمان کی اقتداء میں نماز اور مسلمانوں سے رشتہ حرام قرار دیا، مسلمانوں کو یہودی، عیسائی، کافر، کتے، سور، حرامزادے کہا۔ مسلم عورتوں کو کتیاں کہا۔ الغرض جو منہ میں آیا بکتا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ صدر اوّل سے لے کر آج تک جتنے فتنے بھی پیدا ہوئے ان سب کی مجموعی فتنہ پردازی بھی قادیانیت کے سامنے شرمندہ ہے اگر تمام ملاحدہ، زنادقہ اور مدعیان نبوت ومہرویت کی تلاویلات وتحریفات کو میزان کے ایک پلڑے رکھا جائے اور قادیانی تحریفات کو دوسرے پلڑے میں تو یقینی طور پر قادیانی تحریفات کا پلڑا بھاری ہوگا۔

اسلام کی بیناد کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے دو حرفی عہد پر رکھی گئی اللہ تعالیٰ کے سوا مدعی الولہیت کا وجود ناقابل برداشت ہے اسی طرح محمد رسول اللہ کے بعد کسی مدعی نبوت کے لباظ نبوت پر قدم رکھنے کی گستاخی بھی لائق تحمل نہیں اللہ وحدہ لا شریک اپنی الوہیت میں لاشریک اور نبی رحمت ﷺ ختم نبوت میں لاشریک یہی عقیدہ ختم نبوت ہے۔ جس پر کل امت مسلمہ قائم ہے۔ جو لوگ اس کلمہ کو دل و جان سے تسلیم کرکے اسلام سے وابستہ ہو گئے ان پر فریضہ عائد ہے کہ باغیان ختم نبوت کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کی تعمیر کردہ عماراتک و پاش پاش کردیں تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ نے کسی دور میں بھی اس عظیم فریضہ سے غفلت نہیں کی۔ اسود علی، طلیحہ اسدی، مسیلمہ کذاب، ان باغیان ختم نبوت اور ان کی فوجوں کا جو حال ہوا امیر سپہ سالاران ختم نبوت اور فدیان مصطفی جان رحمت ﷺ کے تاریخی حقائق وواقعات پڑھنے کا حق رکھتے ہیں۔

حضور نبی رحمت ﷺ کے فرمان کے مطابق باغیان ختم نبوت و مدعیان ختم نبوت کا سلسلہ چلتے چلتے تیرہویں، چودھویں صدی تک پہنچا تو پنجاب کے علاقہ میں ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ کے ایک غیر معروف گاؤں ”قادیان“ میں مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت ٹھہرا عالم اسلام کے عظیم علماء نے حسب روایت اپنی تحاریر اور مناظروں سے فتنہ قادیانیت کو آڑے ہاتھوں لیا سب مسالک نے کام کیا کرنا بھی چاہیے تھا لیکن علماء اہلسنت نے قادیانیت کے سینے میں جونشتر چبھوئے قادیانیت آج تک ان کو محسوس کر رہی ہے۔ ان عظیم اکابر اہلسنت میں سید علامہ غلام دستگیر قصوری ہاشمی، امام احمد رضا خان بریلوی، علامہ غلام قادر بھیروی، سید پیر مہر علی گولڑوی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور دیگر علماء اہلسنت کے نام نمایاں

ہیں جن کو طوالت کے پیش نظر چھوڑ رہا ہوں 14 اگست 1947ء کو اللہ کریم نے اپنے محبوب ختم مرتبت ﷺ کے طفیل مسلمانوں کو ملک پاکستان کی عظیم دولت سے نوازا۔ قادیان میں چونکہ نحوست ڈیرے کیسے ہوئے تھی اس لیے وہ منحوس جگہ ملک پاکستان میں شامل نہ ہوئی۔ بد قسمتی سے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ (سر ظفر اللہ خان) قادیانی بنا۔ جس بناء پر پاکستان میں پہلی تحریک ختم نبوت 1953ء میں چلی جس میں 15000 سے 20000 ختم نبوت کے شیروں نے اپنی جان سرکار دو عالم ﷺ کی تحفظ ختم نبوت کے لیے نچھاور کی اور قیامت تک کے لیے امر ہو گئے۔ تحریک کو زور سے دبا دیا گیا لیکن مسلمان اسی تحریک کے ذریعے فتنۂ قادیانیت کو خوب سمجھ چکے تھے۔

29 مئی 1974ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانی اوباشوں نے قادیانی دھرم کے چوتھے نام نہاد گرو مرزا طاہر احمد کی قیادت میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا جس کے رد عمل میں دوبارہ تحریک ختم نبوت 1974ء چلی اب تحریک اتنا زور پکڑ چکی تھی اور اکابرین کی جدو جہد اتنی مخلصانہ تھی کہ اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں فیصلہ کے لیے پیش کیا جائے۔ قومی اسمبلی کے معزز اراکین آزادانہ، منصفانہ جو فیصلہ کریں گیں سب کے لیے قبول ہوگا۔

اس اعلان کے ہوتے ہی قادیانی دھرم نے وزیر اعظم پاکستان اور قومی اسمبلی کے جنرل سیکرٹری کو درخواست ارسال کی کہ چونکہ مسئلہ ہمارے عقائد سے متعلقہ ہے لہٰذا ہمیں اسمبلی میں پیش ہونے کا موقع فراہم کیا جائے اس درخواست کو قبول کیا گیا اور مشاورت کے بعد قادیانی اور لاہوری دونوں گروپوں کے سربراہوں کو اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت دی گئی۔

قادیانی دھرم کے تیسرے گرو مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ کے صدر الدین لاہوری، مسعود بیگ لاہوری اور عبد المنان لاہوری پیش ہوئے یاد رہے اس وقت قومی اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان تھے وہ قومی اسمبلی اس خصوصی کمیٹی کے چیئرمین بھی قرار پائے انہی کی صدارت میں مہینہ بھر اجلاس وقفہ وقفہ سے منعقد ہوتا رہا۔ جبکہ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار تھے لہٰذا طے پایا کہ خصوصی کمیٹی کے جتنے بھی ارکان ہیں تمام سوال کر سکتے ہیں لیکن سوالات اٹارنی جنرل کے ذریعے ہوں گے۔ قومی اسمبلی کی موجودہ بلڈنگ میں نہیں بلکہ ان دنوں اجلاس پاکستان سٹیٹ بینک اسلام آباد کی بلڈنگ میں ہوتے تھے۔ چنانچہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے تحت 5 اگست 1974ء بروز پیر صبح 10 بجے مرزا ناصر احمد پر جرح کا آغاز ہوا۔

5 اگست سے 10 اگست تک، پھر 20 اگست سے 24 اگست تک گیارہ دن مرزا ناصر احمد پر جرح ہوئی جبکہ 28،27 اگست کو لاہوری گروپ کے نمائندوں پر جرح ہوئی اس طرح کل 13 دن قادیانی اور لاہوری گروپ کے نمائندوں پر جرح مکمل ہوئی ان دنوں کے علاوہ خصوصی کمیٹی کے ممبران نے بھی بحث میں حصہ لیا بیانات ہوئے۔ چنانچہ نتیجتاً قومی اسمبلی کی اس مسئلہ قادیانیت پر کارکردگی کے کل 21 دن ہیں۔

7 ستمبر کا سورج عالم اسلام کے لیے خوشخبری کی نوید لے کر طلوع ہوا 7 ستمبر کو اجلاس ہوا جس میں قادیانی، لاہوری، مرزا قادیانی کو ماننے والے دونوں گروپوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ 1953ء میں جن فدایان ختم نبوت نے قربانیاں پیش کیں رنگ لے آئیں علماء ملت اسلامیہ کی بے لوث دن رات کی محنت پروان چڑھی۔ یقیناً یہ علمائے حصہ کی محنت کا رنگ تھا کہ اہلیان پاکستان کے حصہ میں یہ عظیم دن آیا آیئے اس تصور میں صرف ایک بات عرض کرکے اجازت چاہتا ہوں جس سے آپ کو فیصلہ کرنے میں دشواری نہیں ہوگی کہ اس تحریک میں کیسے درویشان امت تھے کہ ہم کامیاب ہوگئے۔

امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جن کو یہ سعادت عطا ہوئی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے سب سے پہلے قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشی اور مجھے یقین کامل ہے کہ بارگاہ خاتم النبیین میں میرا یہ عمل سب سے بڑا وسیلہ شفاعت و نجات ہوگا۔"

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد منیب الرحمن صاحب نے محافظان ختم نبوت پاکستان کی سرپرستی میں تحصیل لالیاں میں ہونے والی سالانہ تحفظ ختم نبوت

کانفرنس 2016ء میں فرمایا کہ

"حضور ختمی مرتبت ﷺ کے سامنے مجاہدین ختم نبوت 1974ء کی جولسٹ ہے امام شاہ احمد نورانی کا نام اس فہرست میں پہلے نمبر پر ہے۔"

آیئے! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے شاہ احمد نورانی کا اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ پڑھیں اور مجھے اجازت فرمائیں۔ محمد متین خالد اپنی کتاب "تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت" میں لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی ایس پی ریٹائرڈ سیکرٹری وزارت صنعت و حرفت حکومت پاکستان نے پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب سے ذکر کیا کہ آپ کے صدر جماعت، عجیب آدمی ہیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی اپنی پیش کردہ قرارداد سے دو لفظوں کے اخراج پر انہیں بہت بھاری رقم مل رہی تھی جو انہوں نے ٹھکرا دی۔ مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت 1974ء کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی۔ کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ قادیانی لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے بعض سرکردہ لوگ وہاں آئے اور پوچھا کہ کیا آپ کے وہاں مولانا نورانی تشریف فرما ہیں، ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ بس ان لوگوں کو اندر لے گیا اور حضرت نورانی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا بات ہے؟ ان لوگوں میں تین چار اعلیٰ سرکاری افسر بھی تھے۔ ایک صاحب نے کہا جناب آپ نے قومی اسمبلی میں اپنی پیش کردہ قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے۔ آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں۔ ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے کروڑوں بلکہ اربوں کے برابر تھے) اس پر علامہ نورانی طیش میں آ گئے اور بلند آواز میں فرمایا: دو اور کم نصیبو! ہمارا سودا تو دربار مصطفی ﷺ میں ہو چکا ہے۔ ہم آپ کی پیش کش جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں، اس لیے کہ ہمارا جوتا اس پیش کش سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت ہے اور جو اسے مجدد یا مسلمان مانتا ہے، وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا اب لوگ یہاں سے چلے جائیں ورنہ آپ کے لیے اچھا نہ ہوگا۔ اس پر وہ لوگ چلے گئے تو علامہ نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بڑی بڑی اعلیٰ حکومتی شخصیات سفارش کرتی ہیں کہ صاحب! ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں۔ یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمدللہ! اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی۔ یہ پیسے آنی جانی چیز ہے۔ اصل دولت ایمان کی دولت ہے جو سرمایہ آخرت ہے۔"

کسی نے کیا خوب کہا تھا: "مولانا نورانی نہ جھکتا ہے نہ بکتا ہے۔"

بقیہ مضمون صفحہ 32

نانوتوی نے بالذات نبی ہونے کی جو تاویل باطل کی ہے۔ مرزا قادیانی افضل نبی ہونے کا غلط مفہوم نکال دعوی نبوت کیا ہے وہ کھلم کھلا ارتداد و زندقہ ہے۔ رابعاً: نبی پاک ﷺ کی بعثت مقدسہ و تشریف آوری پر نبوّت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور قیامت تک کسی کو بھی نبوّت ملنا محال قطعی ہے نہ کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ کوئی جدید آئے گا اس پر بحمدہ تعالی ہم سب مسلمانوں کا ایمان کامل ہے لہٰذا آپ کی بعثت مقدسہ کے بعد آپ کی ظاہری حیات طیبہ یا بعد از وصال با کمال قیامت تک جو بھی نبوّت کا دعوی کرے گا یا ختم نبوّت کے معنی و مفہوم میں کسی قسم کی بھی تاویل کرے جس سے ختم نبوّت کا انکار بنے وہ قطعاً کافر و مرتد ہوگا۔ خامساً: گزشتہ احادیث مبارکہ علی الاطلاق یہ واضح کر رہی ہیں کہ آپ ﷺ اللہ ربّ العزت کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی و رسول مبعوث نہیں ہو سکتا نہ ہی ظلی، نہ بروزی، نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی، نہ اس زمین میں نہ کسی اور زمین میں لہٰذا اس طرح کا مدعی بفرمان رسول پاک ﷺ دجّال و کذّاب ہی ہوگا۔

فتنہ قادیانیت کا محاسبہ: نور العرفان کی روشنی میں

ابن جیلانی ماتریدی

چودہ صدیاں پہلے بارگاہِ خداوندی سے امت مسلمہ کو سنائے گئے تکمیل دین کے مژدۂ جانفزا کا تقاضا یہ بھی تھا کہ بابِ نبوت و رسالت بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے، انسانی راہنمائی کے لئے ایسے اصول وقوانین کا الوہی مجموعہ عطا کر دیا گیا ہے کہ انسانی زندگی تاقیامت اپنے سبھی ارتقائی مراحل میں اس مجموعے سے اکتسابِ ہدایت کرسکتی ہے لہٰذا اب انسانوں کو کسی نئی ہدایت کے پیام بر کی راہ تکنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں نظریۂ ختمِ نبوت اسلام کے اساسی عقائد میں سے ہے۔ قصرِ نبوت و رسالت میں نقب زنی کے کسی بھی خواہش مند کو اہل اسلام نے ہمیشہ مردود ٹھہرایا ہے اور ختمِ نبوت کے اولین مجاہد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علمائے اسلام ہمیشہ سے ہی نقب زنی کے خواہاں ایسے بدبختوں کے خلاف قلمی و عملی جہاد کرتے آئے ہیں۔ انیسویں صدی عیسوی میں مغربی استعمار کی بدولت برصغیر کے مسلمانوں کو جہاں سیاسی شان و شوکت سے ہاتھ دھونا پڑا وہیں اس نے دینی اعتبار سے بھی اسلام و مسلمین کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، اسلاف اور جمہور کے عقائد سے ہٹ کر نئے نئے نظریات کی بنا پر گمراہ فرقے معرض وجود میں آگئے، کہیں مقامِ الوہیت سے ناآشنائی تو کہیں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لاپرواہی اور کہیں تجدد کے نام پر نصوصِ شرعیہ کی ایسی تفہیم نو جو امت کی چودہ صدیوں سے چلتی آرہی متفقہ تفہیمِ دین کی مخالف بلکہ ہادم تھی۔ استعمار کے ہی اگائے گئے خاردار پودوں میں سے ایک "قادیانیت" بھی تھا جس کے پھیلائے گئے زہر نے رہتی دنیا تک نہ صرف خود قادیانیوں کی بدبختی کا سامان کیا بلکہ مسلمانوں میں بھی افتراق وانتشار کے بیج بو دیئے۔ پادریوں اور پنڈتوں سے اسلام کی حقانیت پر مناظروں کے ذریعے عوام الناس میں شہرت حاصل کرنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ مجددیت سے گزرتے ہوئے گروہِ انبیاء میں جبری شمولیت کو منزل بناتے ہوئے اپنی ازلی بدبختی کا سامان کیا۔ ابتدا سے ہی علمائے برصغیر نے اس فتنے کو نہ صرف پہچان لیا بلکہ اس کی بیخ کنی کا بھی بیڑا اٹھایا، ۱۸۸۴ء میں غلام دستگیر محدث قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "تحقیقات دستگیریہ رد ہفوات براہینیہ" سے شروع ہونے والی رد قادیانیت کی قلمی تحریک بریلی، گولڑہ شریف، حیدرآباد دکن سے فیوضات سمیٹتے ہوئے زمانہ حال تک پہنچ چکی ہے جس میں ہر مشرب کے علما نے حتی المقدور حصہ ملایا ہے۔ اللہ پاک ان کی سعی قبول فرمائے۔

ماضی قریب کی ممتاز روحانی وعلمی شخصیت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصانیف میں جہاں دیگر گمراہ گروں کو موضوعِ بحث بنایا ہے وہیں منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی گمراہیوں کو بھی طشت از بام کرتے

ہوئے ان پر کڑی تنقید فرمائی ہے۔محقق بریلوی کے خوبصورت ترجمۂ قرآن کنزالایمان پر اپنی مختصر تفسیر "نورالعرفان" میں جا بجا آپ نے آیات قرآنی کی روشنی میں مرزا قادیانی اور اس کے دعویٔ نبوت کا جائزہ لیتے ہوئے مقام ومنصبِ نبوت وختمِ نبوت کا دفاع فرمایا ہے، ایسی ایسی آیات جن کا بظاہر ختمِ نبوت سے تعلق بھی نہیں ان سے اپنے مدعا کی تائید لینے پر حکیم الامت کی قرآنی بصیرت سر ادب سے جھک جاتا ہے اور ختمِ نبوت پر ایمان کی مزید پختگی بھی نصیب ہوتی ہے، اس مضمون میں حکیم الامت کی انہی تنقیدات وتعقبات کو جمع وترتیب دینے کی سعی کی گئی ہے، خیال رہے کہ آیات کا ترجمہ حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہکے ترجمۂ قرآن بنام "انوار الفرقان" سے لیا گیا ہے۔

مرزا قادیانی کی شخصیت کا ہی جائزہ لیا جائے تو وہ دعویٰ نبوت سے میل نہیں کھاتی، موصوف ایسی شخصیت کے حامل تھے جو نبی تو دور کی بات کسی کامل امتی کے بھی شایان شان نہیں ہوسکتی۔

آئین جواں مرداں حق گوئی وبے باکی

درویش لاہوری نے کہا تھا:

خوفِ حق عنوان ایمان است وبس

خوفِ غیر از شرک پنہاں است وبس

قرآن مجید میں مذکور انبیائے کرام کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ وحی الٰہی کی تبلیغ ورسالت اور احکامِ خداوندی میں خدائے برتر کے سوا کسی کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے جیسا کہ سیدنا نوح علیٰ علیٰ نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلا منے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَکُمۡ وَ شُرَکَآءَکُمۡ ثُمَّ لَا یَکُنۡ اَمۡرُکُمۡ عَلَیۡکُمۡ غُمَّۃً ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَیَّ وَ لَا تُنۡظِرُوۡنِ﴿﴾

سورۃ یونس: 71

ترجمہ: تم اپنے خود ساختہ معبودوں کو (اپنے ساتھ) ملاکر فیصلہ کرلو پھر تنا غور وفکر کرلو کہ فیصلے کا کوئی پہلو تم پر مخفی نہ رہے پھر میرے خلاف جو کاروائی کرسکتے ہو کرلو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو۔

پیر کرم شاہ الازہری اس کے تحت فرماتے ہیں: "حضرت نوح علیٰ علیٰ نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلا م کی اس للکار میں جو تمکنت اور جلال ہے وہ بتا رہا ہے کہ اس مردِ حق آگاہ کا سینہ نورِ یقین سے لبریز ہے۔۔۔سچ تو ہے جب تک کسی داعی کو اپنی دعوت کی صداقت پر محکم یقین اپنے رب کی تائید ونصرت پر مکمل اعتماد نہ ہو وہ کفر وباطل کی بپھری ہوئی اندھی قوت سے نبرد آزما نہیں ہوسکتا۔ایک مبلغ کی قوت اور کامیابی کا راز اسی یقین اور اعتماد میں مضمر ہے۔"

پیام الٰہی کے حقیقی مبلغین کے برعکس مرزا پر ایسا خوف حاوی تھا جو ادائیگیٔ فرض کے ساتھ ساتھ اپنی باطل تبلیغ سے بھی مانع تھا سورۃ النساء کی آیت 77:

فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ یَخۡشَوۡنَ النَّاسَ کَخَشۡیَۃِ اللّٰہِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡیَۃً ۚ وَ قَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ کَتَبۡتَ عَلَیۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ؕ

ترجمہ: پھر جب مدینہ میں ان پر جہاد فرض کیا گیا تو اُن میں سے ایک گروہ کافروں سے اس طرح ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرا جاتا ہے، یا اِس سے بھی زیادہ اور کہنے لگا: "اے ہمارے ربّ! تونے ہم پر جہاد کیوں فرض کردیا؟ اور تو نے ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت

کیوں نہ دی؟"۔

کے تحت حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:"اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی تو کیا مومن بھی نہیں کیونکہ مخلوق سے ڈرنا اور جہاد سے گھبرانا مومن کی شان نہیں۔مرزا انسان سے اتنا ڈرتا تھا کہ اس ڈر سے حج کو نہ گیا۔اور جہاد سے اتنا گھبراتا تھا کہ جہاد کو منسوخ کہتا تھا۔"اور سورۃ البقرۃ کی آیت 249 کے تحت فرماتے ہیں:"معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت بہادری پیدا کرتی ہے اور نبی کی مخالفت بزدلی لاتی ہے، سچے نبی خود بہادر ہوتے ہیں، جھوٹے نبی بزدل، دیکھو قادیانی نے ڈر کی وجہ سے حج نہ کیا۔"سورۃ الانعام کی آیت نمبر 83 کے تحت فرماتے ہیں:"معلوم ہوا کہ ان کے دلوں پر غیر اللہ کی ہیبت نہیں آتی۔اگر قادیانی نبی ہوتا تو وہ دنیا میں کسی کا شاگرد نہ ہوتا۔کفار کی غلامی میں اور لوگوں کے چندوں پر گزارہ نہ کرتا۔اور لوگوں کے خوف کی وجہ سے حج نہ چھوڑتا۔"اور سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر 11 کے تحت فرماتے ہیں:"معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہ تھا، وہ لوگوں کے خوف سے حج تک نہ کرسکا، پٹھانوں کے ڈر سے کابل تبلیغ کے لیے نہ گیا، یہ باتیں توکل کے خلاف ہیں۔"

سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر 72 اور سورۃ الشعراء کی آیت نمبر 77 کے تحت بھی ایسے ہی نکات کاافادہ فرمایا ہے

نبوت کا آلِ براہیم سے اختصاص

قرآن کریم کی مختلف آیات سے پتہ چلتا ہے کہ نبوت سیدنا ابراہیم علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام کی اولاد کے ساتھ خاص کردی گئی تھی،سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 73 میں ہے:

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚۖ

اے حبیب! آپ فرمادیجئے: اصل ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے اور یہ بھی فرمادیجئے: فضل و کرم تو اللہ کے قبضے میں ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا عظیم علم والا ہے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"قرآن کریم نے اعلان فرمادیا کہ نبوت ابراہیم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے خاندان سے خاص کردی گئی۔ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ لھٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی مرزا نبی نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم کی اولاد نہیں، اللہ نے نبوت اولاد ابراہیمی سے خاص فرمادی۔۔۔ ہمارے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم کے بعد نبوت کا دروازہ اللہ نے بند فرمادیا تو اب جو دعویٰ نبوت کرے وہ جھوٹا ہے۔"اور سورۃ النساء کی آیت نمبر 54 کے تحت لکھتے ہیں: "نبوت حضرت ابراہیم کے بعد ان کی اولاد میں خاص کردی گئی کہ کوئی غیر ابراہیمی نبی نہ ہوا۔ لہٰذا مرزا قادیانی نبی نہیں کیونکہ وہ سید نہیں بلکہ مغل تھا۔"سورۃ الانعام کی آیت نمبر 84 کے تحت فرماتے ہیں:"خیال رہے کہ حضرت ابراہیم ابو الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد والے تمام نبی آپ کی اولاد میں ہیں۔رب فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ۔

اگر قادیانی نبی ہوتا تو حضرت ابراہیم (علیہ السَّلام) کی اولاد میں ہوتا۔"

نبوت ظلیت وعکسیت سے پاک ہے

نبوت ایک مستقل وصف ہے،سورۃ الانعام کی آیت نمبر 89 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب،حکمت اور نبوت عطا کی۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں: "کوئی نبی اصل نبوت میں کسی دوسرے نبی کا تابع نہیں۔تمام انبیاء مستقل اور ذاتی نبی ہیں۔ ہاں کتاب میں بعض نبی بعض کے تابع ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو علیحدہ طور پر بیان فرمایا لہذا قادیانی بروزی،ظلّی ،مراقی،مذاقی،افیونی،بھنگی،چرسی،نبی ہونا باطل محض ہے۔"

ان کا عمل ہے بے غرض،ان کی جزا کچھ اور ہے

سبھی انبیائے کرام کی سنت جاریہ ہے کہ وہ تبلیغ ورسالت پر کسی قسم کی دنیوی غرض نہ رکھتے تھے ان کی یہ سعی محض خلوص وللہیت کی بنا پر ہوتی تھی سورۃ الشعراء کی آیت نمبر 180 میں سیدنا شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قوم سے خطاب منقول ہے:

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۗ

میں تم سے تبلیغ دین پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا،میرا ثواب تو صرف تمام جہانوں کے پروردگار کے ذمہ کرم پر ہے۔

مفتی صاحب اس کے تحت فرماتے ہیں: "خیال رہے کہ کسی نبی نے نبوت پر اجرت لے کر گزارہ نہ کیا ہر پیغمبر نے کوئی نہ کوئی ہنر اور پیشہ اختیار کیا جس سے گزر اوقات فرمائی۔سوائے مرزا قادیانی کے کہ اس نے نبوت کا ڈھونگ صرف پیسہ اور انگریزوں کی خوشامد کے لیے رچایا۔" سورۃ ھود میں اسی مضمون پر مشتمل آیت نمبر 51 کے تحت فرماتے ہیں: "سارے رسولوں نے اپنی قوموں سے یہ ہی فرمایا ،کیونکہ خالص نصیحت وہ ہی کرسکتا ہے جو بے غرض ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہیں کہ اس نے نبوت کے بہانہ سے اپنا اور اپنی اولاد کا پیٹ پالا، بے غرض نصیحت کرنے والا یقینی سچا خیر خواہ ہوتا ہے۔" سورۃ الانعام کی آیت نمبر 90 کے تحت فرماتے ہیں: "نبی کبھی اپنی نبوت کو گزر اوقات کا ذریعہ نہیں بناتے۔اپنے کسب سے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔مگر مرزا قادیانی نے نبوت کا ڈھونگ رچا کر نوابوں کی سی زندگی گزاری۔" سورۃ الشعراء آیت 109 کے تحت بھی اسی نکتے کا افادہ فرمایا ہے۔

دین ہمہ از معجزات

سنت الٰہیہ ہے کہ اپنے نبیوں اور رسولوں کے دعویٰ کی حقانیت پر انہیں معجزہ عطا فرماتا رہا ہے جس میں اس قوم کا عروج فن پیش نظر ہوتا تھا آل عمران کی آیت نمبر 49 میں سیدنا عیسیٰ علیہ السّلا م کے معجزات کا بیان ہوتا ہے:

وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

نیز میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور برص کے بیمار کو شفا دوں گا،مردوں کو زندہ کروں گا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السّلا م کے زمانہ میں علم طب کا بہت زور تھا۔جالینوس حکیم آپ ہی کے زمانہ میں تھا، اور اطبا کے نزدیک تین چیزیں ناممکن ہیں۔مردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اچھے کرنا،تمام بدن کے

کوڑھی کو تندرست کرنا، آپ نے یہ تین کام کر کے دکھادیئے معلوم ہوا کہ نبی کو وہ معجزے دیئے جاتے ہیں جن کا اس زمانہ میں چرچا ہو اگر قادیانی نبی ہوتا تو چاہیے تھا کہ وہ سائنسی ایجادات کی قسم کا معجزہ دکھاتا۔ جس سے سائنس فیل ہوجاتی۔" یوں ہی سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 110 کے تحت فرماتے ہیں: "آپ کے زمانہ میں طب کا بہت زور تھا۔ آپ کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا جو اس زمانہ میں رائج تھا۔ جیسے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جادو کا بہت زور تھا تو اسی قسم کا آپ کو معجزہ دیا گیا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو آج کل سائنس کا زور ہے، اسے ایسی ایجاد عطا ہوتی جو ان تمام ایجادوں سے اعلیٰ ہوتی۔" یہی مضمون الاعراف 108 الشعراء 37 الروم 9 وغیرہ آیات کے تحت بھی بیان کیا گیا ہے۔

دین الٰہ مکمل ہوچکا

تکمیل دین اسلام بجائے خود ختمِ نبوت کا مقتضی ہے کہ جس کے بعد ہدایتِ انسانی کے لئے آسمانی ہدایت کے پیغمبر کسی ظلی یا بروزی نبی کی حاجت نہیں رہتی سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 9 میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں: "حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ دین کامل ہوچکا۔ سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا قادیانی بے دین ہیں۔"

شباب اُن کا تھا بے داغ

انبیائے کرام کی سیرت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اعلان نبوت کے پہلے ہی سے کردار کی پاکیزگی و عظمت کی بدولت اپنی قوم اور قبیلے کی آنکھ کا تارا ہوتے تھے، سورۃ ھود کی آیت نمبر 62 میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ

وہ کہنے لگے: اے صالح! اس سے پہلے تو آپ ہمارے قبیلے میں امیدوں کا مرکز تھے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یعنی ہم کو تم سے یہ امید تھی کہ تم ہمارے سردار بنو گے یہ اس لیے کہا کہ آپ ظہورِ نبوت سے پہلے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے مہمان نوازی، غریبوں کی مدد، حاجت مندوں کی حاجت روائی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام ظہورِ نبوت سے پہلے ہی اعلیٰ صفات کے مالک ہوتے ہیں لیکن مرزا قادیانی کا یہ حال نہیں اس کی ابتدائی زندگی بہت خراب ہے۔"

وہ جسے چاہے دے

نبوت و رسالت خاص عطیۂ الٰہی ہے وہ جسے چاہتا ہے نبی بناتا اور جسے چاہتا ہے خاتم النبیین کی مسند پر جلوہ افروز کرتا ہے، سورۃ الحج کی آیت نمبر 75 میں ارشاد پاک ہے:

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌۚ

اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کو منتخب کرتا ہے، بے شک اللہ سب کچھ سننے اور خوب دیکھنے والا ہے۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں: یہ چناؤ اس کی عادت قدیمہ ہے یہ مطلب نہیں کہ آئندہ بھی چنتا رہے گا، تاکہ آئندہ نبی آنے کی توقع ہو جنہیں چننا تھا چن لیا، وہ دائمی نبی ہو گئے۔ کیونکہ نبی کی عظمت منسوخ نہیں ہوتی۔ شریعت منسوخ ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی نہ عظمت منسوخ ہو نہ شریعت۔ جیسے اب کسی فرشتے کا چناؤ نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی اب کسی انسان کا نبوت کے لیے چناؤ نہیں ہو سکتا۔ لہذا قادیانی اس آیت سے اجراء نبوت پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔"

اور سورۃ النحل کی آیت نمبر 2

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ

فرشتوں کو دلوں کی روح (وحی) دے کر اپنے جن بندوں (انبیاء) پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں: "یہ یہود و نصاری کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ نبوت بنی اسرائیل سے خاص ہے، یا قریش کے اس طعن کا جواب ہے کہ نبوت کسی مالدار آدمی کو ملنی چاہیے تھی، اس سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ خود رب تعالیٰ نے ہی نبوت حضور پر ختم فرما دی۔ یہ ختم نبوت اسی کے مشیت و ارادہ سے ہوا۔"

گزشتہ انبیاء کو سرکار کی فیض رسانی

مداح الحبیب صوفی جمیل الرحمان رضوی کہتے ہیں:

ہیں مظہر ذات حق رسول اکرم
مختار و خلیفۂ خدائے عالم
صرف ان کے سبب اولو العزم ہوئے
عیسیٰ موسیٰ خلیل و نوح و آدم

نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسَلَّم کو یہ شرف بھی حاصل ہے ان کی تشریف آوری کی برکت سے انبیائے کرام خصوصاً سیدنا عیسی علیہ السَّلا م کو بھی تاریخ میں ان کا صحیح مقام حاصل ہوا دشمنوں یا نادان دوستوں کی جانب سے ان کی سیرت پر ڈالی گئی گرد کو صاف کر دیا گیا، سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 34 میں ہے:

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَؕ

اے حبیب! ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو دائمی دنیاوی زندگی نہیں دی۔

مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اس سے عیسی علیہ السَّلا م کا وفات پا چکنا ثابت نہیں، ہوتا جیسا کہ قادیانیوں نے وہم کیا۔ غرضیکہ درازعمر اور چیز ہے خلود کچھ اور دنیا میں خلود کسی کے لیے نہیں۔" اور سورۃ الکھف میں جہاں سیدنا موسیٰ و خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کا واقعہ مذکور ہے اس کی آیت نمبر 75 کے تحت فرماتے ہیں: "اس پورے واقعہ سے معلوم ہوا کہ صاحب شریعت پیغمبر دوسرے پیغمبر کے متبع ہو سکتے ہیں کہ موسی (علیہ السَّلا م) صاحب کتاب ہیں مگر خضر (علیہ السَّلا م) کی اتباع کے لیے ان کے پاس گئے۔ لہذا اگر حضرت عیسی علیہ السَّلا م قریب قیامت زمین پر آ کر دین محمدی کی پیروی کریں تو کوئی مضائقہ نہیں قادیانی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک نبی دوسرے نبی کی پیروی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اب دین عیسوی منسوخ ہو چکا ہے۔ اس وقت دین موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا، پھر بھی موسی علیہ السَّلا م حضرت خضر کے متبع ہوئے موسی علیہ السَّلا م نبی تھے مگر وہاں ان کی نبوت کا ظہور نہ تھا۔ یونہی قرب قیامت عیسی علیہ السَّلا م کی نبوت کا ظہور نہ ہو گا، حضور کے امتی ہوں گے۔" اور سورۃ الحج کی

آیت نمبر 5 میں جہاں تخلیق انسانی کے مراحل کا بیان ہے اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اس آیت میں انسان کی پیدائش کا قانون بیان فرمایا گیا اور حضرت آدم وعیسی (علیہ السلام) کی پیدائش میں قدرت کا اظہار ہے لہذا آیات میں کوئی تعارض نہیں۔ اس آیت میں عیسی کا باپ سے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ قادیانی کہتے ہیں۔"

تصدیق اور خوشخبری کا فرق

پچھلی آسمانی کتابیں آئندہ نبیوں کی بشارت لے کر جب کہ قرآن کریم آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے آیا ہے جیسا کہ سورۃ الفاطر کی آیت نمبر 31 میں ہے:

وَ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ ہُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ ؕ

اور ہم نے آپ کی طرف بذریعہ وحی جو قرآن بھیجا وہی حق ہے (اور) پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا۔

مفتی صاحب اس سے عقیدۂ ختم نبوت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اس سے معلوم ہوا کہ قرآن آخری کتاب ہے کیونکہ یہ کتاب صرف تصدیق کرتی ہے، کسی کتاب یا نبی کی بشارت نہیں دیتی۔ ہمیشہ پچھلا اگلوں کی تصدیق کرتا ہے، اگر کوئی نبی یا کوئی آسمانی کتاب قرآن کریم کے بعد آنے والی ہوتی تو قرآن کریم میں اس کی بشارت ضرور ہوتی لہذا قادیانی جھوٹا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال ہوں گے جو دعویٰ نبوت کریں گے، حالانکہ ہم خاتم النبیین ہیں، ہمارے بعد کوئی نبی نہیں۔"

بشیر و نذیر وامین دو عالم

نبی کریم صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم اپنے غنی پروردگار کی عطا سے بصد افتخار بشیر و نذیر بن کر آئے ہیں سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 56 میں ارشاد ہے:

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا

اور اے حبیب! ہم نے آپ کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی بشارت و انذار کے نبوی منصب کی توضیح اور عقیدۂ ختم نبوت کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "حضور جنت کی بشارت جہنم سے ڈر سناتے ہیں۔ آپ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتے کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا، لہذا اس آیت سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ ذکر کیا ہے نہ کہ تصدیق کے ساتھ۔ جہاں حضور کی تصدیق کا ذکر ہے وہاں بشارت کا ذکر نہیں ہوتا۔" سورۃ الاحزاب کی آیت 45 میں حضور کو بشیر و نذیر کے علاوہ شاہد بھی فرمایا تو اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:" خیال رہے کہ سارے نبی اللہ کے گواہ بھی تھے اور اس کی رحمتوں کے بشیر بھی اس کے عذابوں کے نذیر بھی، مگر ان کی گواہی بشارت وغیرہ سن کر تھی حضور کے یہ اوصاف دیکھ کر کہ حضور نے جنت اور دوزخ کو آنکھوں سے دیکھا اور گواہی دی اور عینی گواہی پر تمام سمعی گواہیوں کی تکمیل ہو جاتی ہے کہ پھر کسی گواہی کی ضرورت نہیں رہتی اس لیے حضور خاتم النبیین ہیں اور آپ کی گواہی آخری گواہی۔ رب نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم، سورج کی موجودگی میں کسی چراغ کی ضرورت نہیں۔ حضور کے ہوتے مرزا قادیانی کی ضرورت نہیں۔" سورۃ ص کی آیت نمبر 70 کے تحت فرماتے ہیں: "مجھے یہ تمام وحی اس لیے ہوتی ہے کہ میں نبی نذیر و بشیر ہوں، بغیر علم غیب نبوت کے کام انجام نہیں پاتے،

یا مجھے صرف یہ وحی ہوئی کہ میں نبی ہوں۔مرزا قادیانی کی طرح یہ وحی نہ آئی کہ خدا، خدا کا بیٹا یا خدا کی بیوی ہوں۔"

اظہارِ وحی کے لئے زبان کا انتخاب

سنت الہیہ کے مطابق ہر نبی پر وحی اسی کی زبان میں ہوتی ہے سورۃ حم السجدۃ کی آیت 44 میں ہے:

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ

اگر ہم اُسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو عرب کے کافر لازماً کہتے: اس کی آیتیں واضح کیوں نہیں کی گئیں؟ کیا کتاب عجمی زبان والی اور نبی عربی زبان والے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں: "یعنی ابھی تو کفار کہتے ہیں کہ قرآن شریف عربی میں کیوں آیا عجمی زبان میں کیوں نہ آیا لیکن اگر عجمی زبان میں آتا تو کہتے کہ تعجب ہے نبی عربی اور کتاب عجمی۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ بہرحال نہ اب قرآن کو مانتے ہیں نہ پھر مانتے۔خیال رہے کہ ہمیشہ نبی اپنی قوم کی زبان میں بھیجے گئے اور کتاب نبی کی زبان میں اتاری گئی۔ یہ نہ ہوا کہ نبی کی زبان اور کتاب کی زبان اور، البتہ مرزا قادیانی نبی پنجابی تھے مگر ان کے الہام کبھی انگریزی کبھی اردو اور کبھی ایسی زبان میں جو مرزا صاحب خود بھی نہ سمجھ سکیں، یعنی دیسی نبی اور ولایتی الہام۔"

ہم نشینی برابری کو مستلزم نہیں

سورۃ النسا کی آیت نمبر 69 میں ہے:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے انہیں ان ہستیوں کی رفاقت حاصل ہوگی جن کو اللہ نے انعام دیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور دیگر اولیاء اور وہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ کسی کی معیت ہم مرتبہ ہونے کو لازم نہیں ہے، مفتی صاحب لکھتے ہیں:" : اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے نبی بن جاویں گے تاکہ آئندہ سلسلہ نبوت جاری رہے جیسا کہ قادیانیوں نے اس سے سمجھا۔ ورنہ رب فرماتا ہے انّ اللہ مع الصبرین چاہیے کہ صابر اللہ بن جاویں۔ ساتھ ہونا اور چیز ہے اور خود وہی بن جانا اور چیز۔"

جہاد: یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

جہاد قوموں کے لئے زندگی اور عروج کا پیغام ہے جو ایک طرف تو مظلوموں کی آخری امید ہے تو دوسری طرف اعلائے کلمۃ الحق کا بہترین ذریعہ ہے لہٰذا سبب قیامت تک قائم رہ سکتا ہے تو مسبب بھی قیامت تک کے لئے ہے سورۃ الانفال کی آیت نمبر 65 میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ

اے نبی! ایمان والوں کو جنگ پر برابر ابھارئیے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں: "اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جہاد بہت اعلیٰ عبادت ہے جس کی رغبت دلانے کا حضور کو حکم دیا گیا۔ جو جہاد سے روکے وہ شیطان ہے جیسے مرزا قادیانی۔" سورۃ محمد کی آیت نمبر 20 کے تحت فرماتے ہیں: "حکم جہاد آنے سے پہلے بعض مسلمان شوق جہاد میں کہتے تھے کہ جہاد کا حکم کیوں نہیں آتا، تاکہ ہم اپنی قوت ایمانی کے جوہر دکھائیں تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حکم جہاد کی آیات محکم ہیں نہ منسوخ ہوئیں نہ ہوسکتی

ہیں، جو جہاد کو منسوخ مانے وہ مرتد دجال ہے جیسے مرزا قادیانی، اگر آج پاکستان مرزا کی تعلیم پر عمل کر کے تیاری جہاد چھوڑ دے تو معاذ اللہ فنا ہو جائے، سچے نبیوں کی تعلیم زندگی بخش ہے، مگر مرزا کی تعلیم موت آور ہے۔"

صلۂ کذّاب کیا ہے؟

جھوٹے کے لئے دنیا و آخرت میں رسوائی و ذلت کا انجام مقرر ہے اور پھر جھوٹے نبی سے بڑھ کر اس ذلت و رسوائی کا کون زیادہ مستحق ہوگا، سورۃ الانعام کی آیت نمبر 93 میں ہے:

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پت جھوٹا بہتان باندھے، یا کہے: میری طرف وحی بھیجی گئی حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں بھیجی گئی۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں: "اس طرح کہ غلط دعوی نبوت کرے یعنی کہے میں نبی ہوں حالانکہ وہ نبی نہ ہو۔۔۔ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے متعلق اتری جو یمن میں قبیلہ بنی حنیفہ میں پیدا ہوا۔ نبوت کا جھوٹا دعوی کیا۔ حضور کے زمانہ میں تھا اور صدیق اکبر کے زمانہ میں حضرت وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔۔۔ اس سے معلوم ہوا تمام جھوٹوں میں بڑا جھوٹا وہ ہے جو نبوت کا جھوٹا دعوی کرے۔ اسی لیے قانون قدرت ہے کہ دنیا پر اس کا جھوٹ ظاہر فرما دے۔ غلام احمد قادیانی نے جو بھی دعوی کیا اس میں جھوٹا ہوا۔ محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آسکی۔ ثناء اللہ اس کی زندگی میں نہ مرے بلکہ وہ خود ثناء اللہ کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر ہلاک ہوا۔" سورۃ یونس آیت نمبر 17 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ

پس اس شخص سے بڑا ظالم کون جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے؟ بے شک مجرم (کافر) کامیاب نہیں ہوں گے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں: "چنانچہ تجربہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے ہمیشہ ذلیل وخوار ہوئے اور خراب حال میں مرے جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا حال اور ہمارے زمانہ میں غلام احمد قادیانی کا انجام گواہی دے رہا ہے۔" سورۃ الحاقۃ کی آیت

ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ

ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ان کی رگِ دل کاٹ دیتے۔ کے تحت لکھتے ہیں: "اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت کا انجام برا ہوتا ہے، جیسا کہ مرزا قادیانی کا ہوا، سفر میں مرا، پاخانہ میں موت واقع ہوئی، لوگوں نے اس کی میت پر گندگی ڈالی، تمام دعوے جھوٹے ہوئے ان سے عبرت پکڑو۔"

حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آیات قرآنیہ کی روشنی میں افادہ فرمائے گئے نکات سے مسلمانوں کے اس عقیدے کی حقانیت مزید ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ

ختم رسل چراغ رہ دین ونور حق
آں رحمت دو عالم عربی محمد است

نبوت کے چند جھوٹے دعویداران

مولانا یوسف حسین قادری رحمتہ اللہ علیہ

قرآن عظیم کے نہایت واضح الفاظ میں اعلان فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (سورۃ احزاب ع ۵) رب العالمین نے ان تمام جہانوں دنیاؤں عالموں کو جن کا وہ باری تعالیٰ پروردگار ہے اور اس کے حبیب رؤف ورحیم محمد رسول اللہ ﷺ جن کے لیے رحمت ہیں آگاہ ومتنبہ فرمادی کہ ہمارے برگزیدہ رسول مصطفیٰ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر نبوت کا سلسہ ختم کردیا گیا اور ہم نے آپ کو خاتم النبین بنا کر اپنی تمام مخلوق پر مبعوث فرمایا۔ یہ آیت شریف جہاں حضور کی رفعت مراتب کا اظہار فرماتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی ابداناً پیشگوئی بھی ہے یعنی قیامت تک حضور خاتم المرسلین ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ خالق جلیل وجبار کی یہ پیشگوئی اپنے اندر کس قدر ہیبت و جلالت رکھتی ہے کہ چودہ سو سال ہو چکے دنیا کے غیر مسلم مذاہب نے پیغمبری کے دعوی کرنیکی جرات نہیں کی۔

یہود جیسی بنی اسرائیل کی قدیم قوم جسمیں کسی زمانہ میں بیک وقت دو دو چار چار نبی ہوا کرتے تھے۔ حضور کے خاتم النبین ہونے کے بعد بالکل خاموش ہے۔ کسی نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

قوم نصاریٰ نے اس دوران میں اپنے کسی فرد کو اس منصب نبوت تک فائز کرنے کی جرات نہیں کی۔ مجوسیان ایران جن کو عرب کے ہمسایہ ہونے کا فخر حاصل ہے اور جن کے یہاں ہزار ہا سال تک سردش آسمانی کے ترانے کی چنگاریاں سلگاتے رہے۔ عہد خاتم النبین کے بعد کسی آتش پرست کو بصورت نبی پیش نہ کرسکے۔ سرزمین ہندوستان جو کہ دروں، لاکھوں رشی مہارشی دیوتاؤں کا گہوارہ رہی ہے۔ زمانہ ختم نبوت خاتم الانبیاء کے بعد کسی بڑے بڑے فرد کو نبوت کی مسند پر متمکن نہ کرسکی۔

غرض مصریوں، شامیوں، ساسانیوں، جاپانیوں، چینیوں، روسیوں وغیرہ رسالت ساز قوموں نے کسی کو قرآنی اعلان کے بعد جدید نبی بنانے کا حوصلہ نہ ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہنوز حقیقت مسلمہ بنی ہوئی ہے۔ حضور خاتم النبین سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ کی بکثرت احادیث شاہد ہیں۔ کہ نبوت ذات اقدس ختم ہوگئی۔ اس یقین محکم کے باوجود چونکہ حضور کی خدابین نگاہوں کے سامنے دنیا کی حقیقت تھی حضور کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے علوم ما کان وما یکون عطا فرمایا تھا اس لیے حضور نے نبوت کے متعلق خود بھی ارشاد فرمایا۔ مسلم شریف کی حدیث۔ عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی ثلثون کذابا کلھم یرعم انہ نبی وانا خاتم النبین لا نبی بعدی۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس شخص ایسے ہونگے جو کذاب ہونگے۔ ان میں سے ہر ایک کو یہ گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

حدیث پاک کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضور کو علم تھا کہ غیر مسلم مذاہب واقوام تو اللہ تعالیٰ کی آیت صریح کی خلاف ورزی نہیں کریں گے البتہ غداران ملت ہی اس عذاب الیم میں مبتلا ہوں گے۔ چنانچہ صاف بتایا جاتا ہے کہ میری امت میں تیس کذاب ایسے پیدا ہونگے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ چونکہ دنیائے اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ کاذب کافر ہے اور کلام الٰہی کی تکذیب کرنے کے بعد مرتد اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ علیہ کے فیصلہ ناطق کے تحت واجب القتل ہے، اس لیے ہم مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اس مضمون میں وضاحت نہیں کریں گے بلکہ بعض کاذب رسولوں کے واقعات زندگی ناظرین آستانہ کی معلومات میں اضافہ کے لیے پیش کریں گے۔ حضور کی مدنی زندگی میں جب اسلام کی ترقی مدارج کمال طے کرنے کی طرف مائل ہوئی اور تمام عرب میں حضور خاتم النبیین ﷺ کا اثر واقتدار بہت تیزی کے ساتھ بڑھنے لگا تو بعض تشخیص پسند وماغوں میں یہ جنون پیدا ہوا کہ دعوی نبوت ہی ایک بے اختیاری حربہ ہے جو بہت جلد دنیا میں خود ساختہ نبی کی ساکھ قائم کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی محمد ﷺ کی عظمت وشان کو معجزات اخلاق اسوہ حسنہ غرض ہمہ صفات اتقا میں دن دونی ترقی عطا کی اور قبائل کے قبائل، خاندان کے خاندان، آبادیوں کی آبادیاں داخل اسلام ہونے لگیں۔ اس محیر العقول رفتار ترقی کی دیکھا دیکھی شعور باختہ بے دینوں، منافقوں، دجالوں کذابوں کے قلوب میں شیطان نے چٹکیاں لے لیکر دعویٰ پیغمبری کی طرف مائل کر دیا۔

چنانچہ حضور پرنور کے عہد رسالت ہی میں بعض سر پھرے کذاب نبوت کی آغوش میں انگڑائیاں لینے لگے۔ ذیل میں ان کذاب رسولوں کے مختصر واقعات درج کیئے جاتے ہیں۔

اسود عنسی نے 11ھ ہجری میں ملک یمن کے اندر نبوت کا اعلان کیا۔ عمیلہ بن کعب اس کا نام تھا۔ ذوالحمار کے لقب سے شہرت پذیر ہوا۔ سحر کاری اور شعبدہ بازی میں یکتا تھا۔ زبان دانی فصاحت و بلاغت میں انفرادیت حاصل تھی نہایت فصیح البیان اور عتیق السان شخص تھا۔ انہیں صفات نے اسود کو کبیر نخوت کا مجسمہ بنا دیا۔ چونکہ اس کے سامنے حضور خاتم الانبیا ﷺ کی معجز نما سیرت مبارک تھی اس کے زہن میں یہ سودا سمایا کہ پیغمبری ہی ذریعہ اقتدار وحکمرانی ہے۔ اس لیے اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا لوگوں کو شعبدہ دکھا دکھا کر اپنا گرویدہ کیا اور عربی کی مقفی و مسجع عبارتیں بنا کر ان کو جلسوں بازاروں میں سنانا شروع کیا۔ زبان میں قدرت کلام اور شعلہ بیانی کے ساتھ شیرینی وسوز وگداز موجود تھا اس لیے بکثرت لوگوں نے اسکی پیروی شروع کردی سب سے پیشتر اہل زجج جو مسلمان ہو چکے تھے اس پر ایمان لا کر مرتد ہو گئے۔ نجران کے باشندوں نے بھی اس کی طرفداری کا وعدہ کرلیا۔ بتدریج اس کے طاقت میں اضافہ ہونا شروع ہوا۔ اس نے ایک فوج تیار کی اور سات سو سواروں کے ساتھ یمن کے دارالحکومت شہر صغا پر حملہ کر دیا یمن کے والی عجمی الاصل مسلمان شہر بن بازان ہے جو نبی ﷺ کی طرف سے یمن کے حکمران تھے۔ فوراً مقابلہ کے لیے نکلے مگر تقدیر الٰہی نے مساعدت نہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے لشکر اسلام کو شکست ہوگئی اسود نے دارالحکومت میں قتل وغارت گری مچا لی شہید زوجہ یعنی ملکہ یمن کو جبراً اپنی زوجیت میں داخل کرلیا اسود کی یہ پہلی فتح اس کی جھوٹی نبوت کو لے اڑی اور آگ کی طرح تیزی کے ساتھ دور دور

تک پہنچ گئی۔بکثرت ضعیف العتقاد نومسلم علاقہ یمن کے مرتد ہو گئے۔ مرتدوں میں اضافہ کا سبب عمرو بن معدی کرب کی ذات بھی تھی۔ یہ شخص عرب کا مشہور پہلوان تھا مسلمان ہو چکا تھا اور مسلم سپاسالار خالد بن سعید بن العاص کے لشکر کے ساتھ تھا۔مگر حریص الطبع اور جاہ پرست تھا یہ سوچ کر ایک نوجوان سالار کی ماتحتی کب تک کروں گا چھپ کر اسود انسی کے لشکر میں پہچنے کی تیاری کی خالد بن سیعدی کو اس کی مفروری کی خبر ہوئی تو نہایت تیزی کے ساتھ اثناء راہ میں اس کو روک دیا بڑا سخت مقابلہ ہوا خالد نے عمرو کی مشہور تلوار صمصامہ کو جس پر اس پہلوان کو بڑا ناز تھا اپنی تلوار سے کاٹ ڈالا عمرو شکست زدہ گھوڑے سے کود کر بھاگا اور عمرو بن اسود عنسی کے خیمہ تک پہنچ گیا اسود عنسی نے عمرو بن لعاص کو ہی اپنی مدج پر سردار مقرر کر دیا۔

اسود عنسی کی قوت روز بروز بڑھتی گئی یمن کے قرب جوار میں جو عاملان اسلام مثلاً حضرت معاذ بن جبل حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت عمرو بن حزم حضرت خالد بن سعید رضوان اللہ علیہم اجمعین متعین تھے ان کو بڑی دشواریوں کا سامنا تھا اگر وہ رشد ہدایت مسلمان کی خدمت انجام دیتے تھے تو لشکر کی عسکری جوجوں میں فرق آتا تھا اور اگر مدافعت میں ہمت صرف کرتے تھے تو مسلمان مرتد ہو جاتے تھے یہ خبریں جب حضور رحمت العالمین ﷺ کو پہنچیں تو حضور نے عاملین کو ہدایات روانہ فرمائیں کہ تمام عاملین نزاکت وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے حسن تدبیر سے کام کرلیں۔قلب مبارک پر اسور عنسی کی شرارتیں گراں گزرتیں۔حضور ﷺ نے نصرت اسلام کی دربار رب العزت میں دعا کی جس کا نتیجہ فوراً ہی یہ برآمد ہوا کہ پردہ غیب سے اسود عنسی کے زوال کی خاص صورت پیدا ہو گئی۔

اسود عنسی اپنی قوت واقتدار کو دیکھ کر آپے سے باہر تھا اور توازن دماغی کو نخوت درعوت میں غرق کر چکا تھا۔اس نے یمن کے معزز بااختیار روئسا والیان ریاست کی بھی توہین وتحقیر کرنا شروع کر دی تھی چنانچہ میس بن عبد یغوث اور فیروز دیلمی آزویہ وغیرہ دل ہی دل میں اسود کی جانب سے مفور تھے اس کی ترقی سے متوحش اسود بھی ان کی حرکات سے غافل نہ تھا۔اس ن اپنی قدیم ملکہ آزاد یعنی زوجہ شہر بن باذان سے ساز باکیا ملکہ آزاد خود اسور سے متنفر تھی۔ چنانچہ خفیہ طریقہ پر فیروز کو خبر بھیجی کہ آج شب کو فلاں وقت میں داخل ہونے کی کوشش کرو اس شیخوں کی کسی کو خبر نہ ہو۔چنانچہ فیروز اور قیس اپنے چند سر فروش سپاہیوں کے ساتھ نہایت خموشی کے ساتھ مجوزہ راستہ سے اسود کے محل میں داخل ہو گئے۔اسور شراب کے نشہ میں بستر پر مدہوش و بخبر پڑا ہوا تھا۔فیروز دیلمی نے تکبر کا نعرہ بلند کیا۔اور پہلے وفادار میں اسود عنسی کے جسم کے دو ٹکرے زمین پر تڑپتے ہوئے نظر آئے۔صبح ہونے سے پہلے کذاب بنی کے بیشمار ہمراہی قتل ہو چکے تھے یا قلعہ سے جان بچا کر بھاگ چکے تھے ادھر صبح صادق نمودار ہوئی اُدھر پیغمبر کذاب کے قلعہ سے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ وہی یمن جو ابھی چند ماہ کے اندر نئی نبوت کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو کہ جدید لذیز کا ذوق آشنا تھا نادم وتانب تھا۔اسود عنسی کے قتل کی خبر جبرئیل امین حضور رحمت العالمین ﷺ کے گوش گزار یقینا اس وقت کی ہوگی مگر فوجی طریقہ پر یہ خبر اس وقت مدینہ منورہ میں جب حضور حیات النبی ﷺ نعمت وصال الہی سے مصرف ہو چکے تھے پہنچی مورخین کا قول یہ کہ حضور کے سفر آخرت اختیار کرنے سے صرف ایک روز پیشتر اس کذاب کے وجود سے دنیا پاک ہو چکی تھی۔مسیلمہ

کذاب:۔عہد رسالت کے تمام کذاب پیغمبروں میں سب سے زیادہ طاقت وحشمت والا یہی مسیلمہ کذاب تھا۔ یہ مصنوعی جاہ وحشمت اس کی فطری چالاکی اور ناپاک طبعی کا ثمرہ تھی۔مسیلمہ کا اصل نام ہران بن حبلیب تھا ابو شمامہ کنیت تھا اس نے حضور کی بارگاہ اقدس میں درخواست بھیجی کہ آنحضرت اس کذاب کو اپنی نبوت میں نصف کا شریک کرلیں۔ جب حضور کو مسیلمہ کے ناپاک عزائم کا علم ہوا تو حضور نے اپنی زبان مبارک سے مسیلمہ کو کذاب کا خطاب دیا۔ چنانچہ آج تک دنیائے اسلام میں یہ دجال صفت انسان مسیلمہ کذاب ہی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ شخص یمامہ کا رہنے والا تھا۔ یمامہ کے لوگ اس کو رحمٰن یمامہ کہہ کر یاد کرتے تھے۔ یہ بہت معمر شخص تھا اس لیے اس کی قوم کے لوگ اس کی ہر بات و صحیح سمجھتے تھے اس کی فطری چالاکی بڑھاپے میں اس کی مکاری کی معاون تھی اس نے عام طور پر مشہور کر دیا تھا کہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنا شریک نبوت تسلیم کرلیا۔ اور شرکت نبوت کا ایک عینی گواہ بھی ہر وقت اپنی مصاحبت میں رکھتا تھا۔ یہ جھوٹا گواہ ایک مرتد شخص تھا جس کا نام دجال بن عنفوہ تھا یہ شخص مکہ میں مسلمان ہوا۔ اصحاب ہجرت من شامل ہے۔ مدینہ میں برابر حاضر خدمت رہا۔ قرآن عظیم کی تعلیم پائی، علمی بصیرت حاصل کی۔ حضور سید المرسلین ﷺ کو مسیلمہ کے مرتد ہونے کا علم ہوا تو رجال کو یمامہ روانہ کیا اور بنی حنیفہ کی تعلیم دین پر مامور فرمایا۔ اور تاکید کی کہ مسلمانان بنی حنیفہ کو مسیلمہ کذاب کے مکر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ رجال مدینہ طیبہ سے یہ تعمیل فرمان نبوت یمامہ پہنچ کر بنی حنیفہ میں داخل ہوا۔ واللہ یھدی من یشاء یہ اللہ تعالیٰ کی مشعیت پر موقوف ہے جسکو چاہے ہدایت دے رجال کی بدنصیبی نے اس کو خود مسیلمہ کذاب کے مکر میں پھنسا دیا اور مسیلمہ کے پرستاروں میں شامل ہو کر خود مرتد ہوگیا۔ مسیلمہ نے اس کو اپنے دربار کا رکن مقرر کیا۔ اس بدنصیب فریب خوردہ کا یہ کام تھا کہ جب مسیلمہ کذاب کسی مجمع عام میں اپنی جھوٹی نبوت کا خطبہ دیتا تو رجال بن عنفوہ فوراً شہادت دیتا کہ میرے سامنے حضور خاتم الانبیاء علیہ التحتہ و الثنا نے مسیلمہ کو اپنی نبوت میں شریک کرلیا ہے۔ اس طریقے سے بہت سے مسلمان مرتد ہوگئے۔ مسیلمہ کذاب نئے نئے جملہ عربی کے گڑھتا اور ظاہر کرتا کہ مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی ہے اور ان وحیوں کا نام بھی قرآن ہی بتاتا بعض اوقات کچھ شعبدے دکھاتا اور ان کو معجزات ظاہر کرتا۔ غرض اسی طرح مسیلمہ نے بہت زیادہ قوت حاصل کرلی اور ہزاروں کو صراط مستقیم سے بہکا دیا ہر نئی چیز میں نئی کشش ہوتی ہے۔ گم کردہ راہ بدوی ہزاروں کی تعداد میں اس کے جھنڈے کے کے سائے میں جمع ہوگئے۔ جب مسیلمہ کذاب کو یہ علم ہوا کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے سفر آخرت اختیار فرمایا تو مدینہ منورہ پر چڑھائی کا اعلان کر دیا۔ ہنوز مسیلمہ کذاب لشکر کشی کا سامان مرتب ہی کر رہا تھا کہ اس کو خبر ملی کہ بنی تمیم کی ایک عورت نے پیغمبری ہونے کا دعویٰ کر دیا وہ مدینہ پر حملہ کرنے لے لیے تیزی کے ساتھ جارہی ہے۔ اس کا لشکر عنقریب میرے لشکر پر یلغار کرنے والا ہے مسیلمہ کذاب نے اس موقعہ پر نہایت مدبرانہ سیاست سے کام لیا اور اس کاذبہ پیغمبرنی سجاح پر ڈورے ڈال کر اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔ اور اپنی قوت کو دو چند کرلیا۔ سجاح کے واقعات اس کے حالات میں بیان ہوں گے۔ حضرت خلیفہ رسول اللہ امر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کی مہم سر کرنے کے لیے حضرت عکرمہ کو اسیر لشکر بنا کر بھیجا تھا۔ انھوں نے حملہ کرنے میں تعمیل فرمائی مگر

شکست کھا گئے ۔ان کا قاصد شکست کی خبر لیکر جب مدینہ میں حاضر ہوا تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو سپہ سالار لشکر بنا کر مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے لیے منتخب فرمایا۔لشکر کا جائزہ لیا اور خود بہ نفس نفیس لشکر کی ترتیب دی ۔مہاجرین کا سالار حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار کا سردار حضرت ثابت بن قیس اور برار بن ازب رضی اللہ علیہما کو مقرر فرمایا حضرت خالد مدینہ طیبہ سے فوج مجاہدین کو لیکر بطاح میں مقیم ہوئے ۔جب آپ کے زیر کمان سارا لشکر جمع ہوگیا تو یمامہ کی طرف کوچ فرمایا۔اس لشکر کی تعداد چار ہزار تھی۔

مسیلمہ کذاب کی فوج تمام ساز و سامان سے آراستہ جنگ میں چالیس ہزار تھ جس وقت مسیلمہ کذاب کو خالد کی لشکر کشی کی خبر ملی تو یمامہ کی سرح پر آکر پڑاؤ ڈال دیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے مقدستہ الجنس حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ۔آپ تیزی کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے آرہے تھے یہاں تک کہ دونوں لشکر بالمقابل آکر جم گئے ۔حضرت شرجیل بن حسنہ رات کو طلاعہ پر تھے آپ نے دیکھا کہ ایک فوجی دستہ مسیلمہ کی مدد کو جارہا ہے ۔حضرت شرجیل نے مجاہدین اسلام کی ایک جماعت کے ساتھ اس پورے دستہ کو محاصرہ میں لیکر قتل کر دیا اس کے سردار فجاعہ نامی کو قید کر کے اور پابہ زنجیر کر کے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں بٹھا دیا۔

لڑائی شروع ہوگئی دشمن کی تعداد دس گنی تھی اس کے حوصلے بہت بڑھے ہوئے تھے مسیلمہ کذاب نے اپنی فوج کو یقین دلا دیا تھا کہ میں پیغمبر ہوں ۔مسلمان میرے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوسکتے ۔فوج کو سابقہ معرکوں میں کذاب کی اس کذب بیانی کی تصدیق ہو چکی تھی حضرت عکرمہ اور حضرت شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیحدہ علیحدہ لڑ کر فوج کفار سے شکست کھا چکے تھے ۔بڑی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ۔حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اولاً عربی قاعدہ کے مطابق میدان میں نکل کر مبارز طلبی کی بڑے بڑے کڑیل سردار تنہا مقابلہ کے لیے نکلے اور حضرت خالد کی تلوار سے دم زدن میں گاجر مولی کی طرح کٹ کر ڈھیر ہوگئے ۔مسیلمہ کذاب پرانا گرگ باراں دیدہ تھا اس نے غور کیا اگر اسی طرح حضرت خالد کے مقابلہ میں آزمودہ کار بہادر کٹتے مرتے رہے تو فوج کی روح شجاعت خاک و خون میں مل جائے گی اس نے فوراً قلب لشکر سے رجز خوانی شروع کی اور ایک ساتھ ساری فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چالیس ہزار کا لشکر چار ہزاری مجاہدین پر آندھی ، مینہ کی طرح برس پڑا۔جوانان اسلام لوہے کی دیوار بنے ہوئے تھے مگر اپنے سے دس گنی طاقت کی یلغار کو رکنا معمولی کا نہ تھا لڑائی کی شدت انتہا کو پہنچ گئی ۔مجاہدین آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹ رہے تھے ۔اب فوج مخالف کا ایک حصہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ تک پہنچ گیا۔بعض دشمن خیمہ کے اندر گھس گئے خیمہ کے اند حضرت سیف اللہ کی خاتون محترمہ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھیں اور بی بی ام تمیم کے قریب ہی فجاعہ عامری زنجیروں میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا دشمنوں نے جس قوت زوجہ حضرت خالدؓ یعنی بی بی ام تمیم پر حملہ کا قصد کیا تو فجاعہ نے حملہ آوروں کو بڑے حسن تدبر سے روکا اور خاتون محترمہ کی صفات احسن کی بطریق احسن ایسی تعریف کی کہ دشمن خیمہ سے باہر نکل گئے ۔حضرت خالدؓ بدستور میدان کارزار میں مصروف پیکار تھے ادھر تھوڑی دیر کو دشمنوں کی توجہ خیمہ کی صفات کی طرف ہوئی کہ مسلمانوں نے پھر میدان مں سنبھل کر پوری شجاعت سے حملہ کر دیا۔یہ حملہ تکبیر کے فلک شگاف نعروں کے ستھ اس زرو میں مجاہدین نے کیا کہ فوج مخالف کے

قدم میدان سے اکھڑ گئے ۔صفوں میں انتشار پیدا ہوگیا۔حملہ کی زد میں بزدل سپاہی جان بچا کر بھاگنے لگے ایک فوجی سردار محکم بن طفیل نے با آواز بلند فوج کو مخاطب کیا اور کہا کہ بنی حنیفہ کے جاں بازو! کہاں بھاگے جاتے ہو۔مسیلمہ کا باغ سامنے موجود ہے اس میں داخل ہو جاؤ وہاں مسلمان فوج داخل نہیں ہو سکے گی۔دشمن کی فوج کا بیشتر حصہ باغ میں داخل ہوگیا۔باہر کی فوج کا مجاہدین اسلام نے قلع قمع کر دیا۔اب سمالن فاتحانہ عزائم کے ساتھ باغ کی طرف بڑھے ۔محکم بن طفیل پوری جوانمردی کے ساتھ مسلمانوں کو باغ کے اندر جانے سے روک رہا تھا۔ یکا یک حضرت عبدالرحمٰن ابن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دستہ کو بڑھاتے ہوئے ادھر آ گئے اور محکم کو قتل کر دیا۔دوسری طرف حضرت زید بن خطاب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی نے رجال بن عنفوہ کو جو مسیلمہ کذاب کا دست راست تھا قتل کر دیا۔یہ حملہ مسلمانوں کا فیصلہ کن حملہ تھا قدم قمد پر لاشوں کے ڈھیر لگاتے ہوئے مجاہدین باغ کے اندر داخل ہونے کی جدو جہد میں لگے ہوئے تھے۔ باغ کی چار دیواری بلند تھی دروازہ اندر سے بند تھا۔مجاہدین میں حضرت براء بن مالک برادر حضرت انس بن مالک رضی اللہ علیہما کی شان تیغ زنی کے تیور ہی نرالے تھے جب ان کو لڑائی میں جوش آتا تو سارے جسم لرزہ پیدا ہو جانا واقف کار ہمراہی ان کے جسم پر سوار ہو کر ان کو خوب دباتے یہاں تک کہ حضرت براء کو پیشاپ کی حاجت ہوتی پیشاپ سے فارغ ہونے کے بعد یہ شیر عرب کی طرح نعرہ لگاتے اور دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے وقت آپ لڑتے لڑتے دروازہ کے قریب پہنچے آپ جوش میں بھر گئے اور جس وقت دورہ ارتعاش سے فاغ ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو مجھے دیوار پر چڑھا دو۔

چنانچہ دیوار پر چڑھتے ہنی باغ میں پھاند پڑے اور کفار کو کاٹتے چھانٹتے دروازہ باغ تک پہنچے ۔آپ کو تن بدن کا ہوش نہ تھا جسم زخموں سے چور چور تھا اسی عالم میں باغ کا پھاٹک کھول دیا اور دروازہ باغ پر شہید ہو گئے ۔اب سارا لشکر اسی عالم میں باغ کے اندر تھا۔کفار کو نہ جانے ماندن نہ پاکے فنن باغمیں خون کی ندیاں بہنے لگیں مسیلمہ کذاب لکڑی کا سہارا لیے ہوئے کھڑا تھا منہ میں سے کف جاری تھا۔سر فرد شان اسلام میں ہر ایک کا جذبہ یہ تھا کہ اس کذاب کو پہلی فرصت میں واصل جہنم کردے ۔مگر یہ سعادت وحشی جبشی کے حصہ میں مقدر ہو چکی تھی جس نے حضرت سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ احد میں شہید کیا تھا۔دوسرے مجاہد حضرت عبداللہ بن زید انصاری تھے ادھر عبداللہ نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا ادھر وحشی نے اپنا چھوٹا سا نیزہ پھینک کر مسیلمہ کذاب کے مارا جو قلب میں پیوست ہوگیا۔عبداللہ کی تلوار سر پر پڑی خود کو کاٹتی ہوئی رگ گردن سے پار نکل گئی۔یہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہا حضرت بی بی عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ثانی ہیں حضرت بی بی عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام کی وہ شیر دل صحابیہ خاتون ہیں جن کی شجاعت و بساطت کے کارنامے تاریخ کی عالم میں قیامت تک سنہری حرفوں میں لکھ ۸ یے جائیں گے ۔حضرت محترمہ کو مسیلمہ کذاب کے قتل کا بیحد شوق تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے بڑے فرزند حضرت حبیدب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمان سے مدینہ منورہ واپس آرہے تھے جب مسیلمہ کے ملک کے اندر سے گزرے کذاب نے ان کو گرفتار کرالیا۔دربار عام میں ان کو پابہ زنجیر طلب کیا اور اپنی نبوت کا اقرار کرانے کی ظالمانہ کوشش کی۔حضرت حبیب کی یہ حالت تھی کہ مسیلمہ کذاب ان سے کہتا کہ کہو لا الہ اللہ مسیملہ رسول اللہ تو

آپ بہرے بن جاتے وہ چیخ چیخ کر بار بار جھک مارتا۔ آپ اشارہ سے پوچھتے کیا کہتا ہے۔ اور جب کذاب حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے متعلق سال کرتا تو آپ فوراً سنکر معقول جواب دیتے مسیملہ کذاب آپ کا یہ انداز دیکھ کر آگ بگولہ ہوگای اور حضرت حبیب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام اعضاء انتہائی بے رحمی کے ساتھ کٹوا کر شہید کرادیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس وقت حضرت خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کی مہم پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مامور فرمایا تو بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوجی لباس زیب تن کیا اور مجاہدانہ شکل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مہم میں شرکت کی اجازت چاہی چونکہ ممدوحہ حضور رحمت العالمین کے ساتھ غزوات میں شریک رہیں۔ خلیفہ رسول اللہ کے دوش بدوش خدمات جہاد دے چکی تھیں اس لیے فوراً آپ کو اجازت دے دی گئی تھی چنانچہ مسیلمہ کذاب کی اس جنگ میں آپ بڑی بے جگری سے لڑیں ایک ہاتھ بھی آپ کا کٹ گیا۔ جب فوج باغ میں گھسی تو آپ بھی باغ میں داخل ہوئیں اور مسلمہ کی تلاش میں مخالفوں کو قتل کرتی ہوئی اس قوت مسیلمہ کذاب کے قریب پہنچی جب آپ کے فرزند حضرت حبیب بن زید کی تلوار مسیلمہ کذاب کے سر پر پڑ چکی تھی اور مسیلمہ کذاب کی لاش زمین پر تڑپ رہی تھی حضرت بی بی عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنا مسیلمہ کذاب کا یہ حشر دیکھ کر فوراً سجدہ میں پڑیں اور شکریہ الٰہی بجا لائیں۔ اس لڑائی میں سترہ ہزار کافر تو باغ کے اندر قتل ہوئے اور بیس ہزار کے قریب باغ سے باہر مارے گئے۔ بہت سے جلیل القدر صحابی حضرت زید بن خطاب حضرت ثابت بن قیس حضرت ابو حذیفہ حضرت سالم حضرت برار بن مالک وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین شہدا میں ۳۶ مہاجرین، اور ۳۰ انصار تھے اور تمام غازی قریب مجروح زخمی تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ یمامہ کی فتح کے بعد فجاعہ کے ساتھ جو بطور قیدی لشکر میں موجود تھا مسیلمہ کذاب کی لاش کو دیکھا اور فجاعہ کو کو قلعہ میں اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ اب لوگ داخل اسلام ہو جائیں مرنے سے بخیر ہلاکت میں پڑنے کے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ فجاعہ نے اپنی قوم کی بھلائی کی خاطر قلعہ میں پہنچ کر راتوں رات بیشمار عورتوں کو سپاہیانہ لباس پہنا کر قلعہ کی دیواروں پر کھڑا کر دیا اور حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اہل قلعہ کی جانب سے درخواست صلح پیش کر دی۔ مقصود یہ تھا کہ حضرت سیف اللہ کو باور کرایا جائے کہ قلعہ میں ابھی کافی فوج ہے۔ غرض نرم شرائط پر صلح کی درخواست حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظور فرمالی۔ یہ ہوا اس کذاب عظیم جھوٹے پیغمبر مسیلمہ کا حشر اسود عنسی کذاب حضور کے زمانہ حیات میں قتل کیا گیا۔ مسیلمہ کذاب کو خلیفہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قتل کیا گیا۔

تیسری کذاب

پیغمبرنی بنی تمیم کی ایک جوان عورت سجاح نامی تھی۔ سجاح بنت وارث اپنی قوم میں بڑی فاضلہ اور سحر بیان سمجھی جاتی تھی۔ اس نے اپنی جادو بیانی کے باعث بہت جلد بنی تمیم یعنی اپنی قوم میں مقبلینت حاصل کرلی۔ اس نے اسود عنسی اور مسیملہ کذاب کی مصنوعی نبیوں کے راز خفیہ طور پر معلوم کرنے کے بعد وہی طریقہ اختیار کیا جو نا دونوں کذابوں نے وضع کیا تھا یعنی مقفیٰ، مسجع برانگیختہ کرنے والے فقرے بنا بنا کر اور میلوں بازاروں میں سنائے جائیں اور ظاہر کیا جائے

کہ یہ آسمانی فرشتے ہم پر وحی لے کر آیا کرتے ہیں ۔ جہالت کا دور دورہ تھا لوگ فوراً کذاب نبیوں کے پیرو بن جاتے تھے ۔سجاح بنت حارث کو بہت جلد ان فریب کارانہ تدبیروں سے کامیابی ہوئی ۔بنی تمیم کے اونچی گھرانوں کی عورتیں اس کے نبیہ ہونے پر ایمان لانے میں پیش پیش تھیں ۔اور عورتوں کا جادو فوراً ہی مردوں کو اپنا لیتا تاھ۔ بنی تغلب میں سجاح کی ناہبال تھی بنی تغلب می بھی بکثرت اس کے پیرو ہو گئے ۔اس کا مرکز نبوت حراں کے قریب کا جزیرہ تھا۔جب اس عورت کو پوری فوجی قوت حاصل ہو گئی تو اس نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جنگ کا اعلان کیا اور مدینہ پر فوج کشی کے لیے چل پڑی ۔راستہ میں یمامہ کے حدود اور بنی حنیفہ کا علاقہ تھا اس میں مسیلمہ کذاب کی پیغمبری پہلے ہی سے رواج پذیر ہو چکی تھی ۔ سجاح کے ہمراہیوں نے مشورہ دیا کہ پہلے دو دو ہاتھ مسیلمہ کذاب سے ہو جائیں اس سنگ راہ کو درمیان سے ٹھکرا کر مدینہ پر دھوا بولا جائے چنانچہ لشکر کو مسیلمہ سے لڑائی کی تیاری کا حکم دے دیا گیا اور فوجیں یمامہ کی حدود کے قریب آ کر فرد کش ہو گئیں ۔مسیلمہ کذاب تو اپنے عہد کا شیطان مجسم تھا ہی اس نے کہا یہ عرت کیا اور اس کی نبوت کیا اس پر قابو حاصل کیا جائے ایسا نہ ہو فاتحان اسلام کو سجاح کی لشکر کشی کی اطلاع ہو جائے اور وہ فوراً حملہ کر دیں دو فریقوں سے بیک وقت لڑنا مناسب نہ ہو گا۔

مسیلمہ کذاب نے اکی وفد تحفہ تحائف کے ساتھ سجاح بنت حارث نبیہ کی خدمت میں بھیجا اور یہ درخواست کی کہ اگر جان کی امن پاؤں تو زیارت کے لیے خود حاضر ہوں مجھے باریابی کی بیحد آرزو ہے اس نے بڑی مسرت کے ستھ ملاقات منظور کر لی چناچنہ مسیلمہ کذاب چالیس رفقاء کے ساتھ اپنے قلعہ سے آیا اور سجاح کے لشکر کے بلکل قریب ایک بہایت خوشنما خیمہ ایستادہ کرایا جو تمام سامان عروسی سجایا گیا تھا اور خوشبوؤں سے معطر تھا یہ خیمہ دراصل جملہ عروسی ہی ثابت ہوا رات کی پر فضا چاندنی میں سجاح اور مسیلمہ کذاب دونوں تنہا اس خیمہ میں ملاقات کیلیے داخل ہوئے ۔مسیلمہ سجاح کی چڑھتی جوانی اور خوبصورت چہرہ کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ اس کو شیشہ میں اتارنا کیا بات ہے فوراً ہی کہنا شروع کیا کہ مجھے وحی کے ذدیعہ آپ کی نقل و حرکت کی خبر دی گئی اور بتایا گیا ک۹ہ ہماری پیغمبرنی یمامہ آنے والی ہے اس کا خیر مقدم کیا جاے ۔آج میں انتہائی مسرت محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے اپنی معاصرہ نبیہ کی زیارت حاصل ہوئی سجاح نے بڑی تمکنت سے جواب دیا میں آپ کی وحی سننی چاہتی ہوں ۔مسیلمہ کذاب نے برجستہ و نہایت فحش مقفیٰ فقرات جنس لطیف کے جذبات نفسانی کو برنگیختہ کرنے والے) سنانا شروع کیے ۔سجاح ان فقرات کو سنکر مبہوت تھی اس کے حیات میں لہریں اٹھ رہی تھیں اس نے کہا کہ میں آپ کی نبوت کی قائل ہو گئی مسیلمہ بولا دونوں نبوتوں کی ترقی کے لیے بہت جلد ضرورت ہے ہمارا رشتہ ازدواج قائم ہو ۔ہم دونوں نبیوں کی امتیں اس اشتراک نبوت کے بعد سارے عرب پر قابض ہو جائیں گی عورت اس شیطان مجسمہ کے فریب میں آ گئی اور وہیں بیٹھے بیٹھے دونوں کا نکاح ہو گیا۔ دونوں تین روز مسلسل اسی خیمہ عروسی میں داد نشاط دیتے رہے ۔ چوتھے روز مسیلمہ اپنے قلعہ میں اور سجاح اپنے پڑاؤ پر واپس آ گئی ۔قوم تمیم نے سجاح سے دریافت کیا تم نے کیا فیصلہ کیا۔

سجاح: میں مسیلمہ کی نبوت برحق ہونے پر ایمان لے آئی اور میں نے

اس سے نکاح کرلیا

افرادقوم: مسیلمہ نے تم کو مہر کیا دیا ہے۔

سجاح: کچھ نہیں

افرادقوم: یہ نکاح کیسا ہے جس میں مہر کچھ نہیں بغیر مہر کے نکاح جائز نہیں آپ فوراً مسیلمہ سے نکاح کا مہر لیجئے۔

سجاح: قلعہ کی جانب روانہ ہوئی مسیلمہ کو ہرکاروں نے خبر کی تو اس نے دروازہ قلعہ کو بند کر دیا اور دریچہ سے سر نکال کر دریافت کیا۔

مسیلمہ کذاب: پیغمبرنی اب دوبارہ کیوں آئی ہو؟

سجاح:۔میری قوم اس نکاح کو قبل نہیں کرتی نکاح کیا ہے تو مہر ادا کرو۔

مسیلمہ کذاب:۔اچھا اپنے نقیب (منادی کنندہ) کو فوراً بلا ئیے شیش بی ربیعی منادلشکر سجاح حاضر ہوا مسیلمہ نے کھڑکی میں کہا جاؤ اور اپنے لشکر میں منادی کردو کہ رسول خدا مسیلمہ نے محمد (رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی پانچ نمازوں میں سے دو نمازیں فجر اور عشاء کی تمہاری پیغمبرنی کے مہر میں تم کو معاف کردیں)

اسی اثناء میں مسیلمہ اور سجاح کے درمیان صلحنامہ اس شرط پر ہو گا کہ بنی عنیفہ ملک یمامہ کی ایک سال کی پیداوار سجاح کی نذر کریں گے چنانچہ چھ مہ کا لگان اسی وقت ادا کر دیا۔ بقیہ چھ مہینہ کے لگان کے لیے سجاح کی جانب سے چند محصل لگان یمامہ میں چھوڑ دیئے گئے۔ سجاح اس صلح لے بعد اپنی ننھیال بنی تغلب میں واپس ہوگئی فتنہ ارتد وفرد ہونے کے بعد مسلمان ہوگئی اور بہت دنوں زندہ رہی توبہ کرنے کے بعد اس نے زاہدانہ زندگی بسر کرنا شروع کی۔ بصرہ کی رہائش اختیار کی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جبکہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار خلافت کی طرف سے بصرہ کے گورنر عامل تھے سجاح بنت حارث نے وفات پائی۔نماز جنازہ مرحومہ کی سمرہ نے پڑھائی۔بصرہ میں مدفن ہے۔اس کے ہمرہی بھی بارگاہ صدیقی میں حاضر ہو کر تائب ہوئے اور عساکر اسلامیہ میں شریک ہو کر مصروف جہاد رہے۔

طلحہ اسدی:۔بنی اسد کا ایک فرد تھا کہانت میں کمال رکھتا تھا۔معام سمیرا اس کی ارتداد گاہ تھا۔یہ زمانہ حضور حیات النبی خاتم المرسلین ﷺ اس نے مرتد ہو کر نبوت کا بھی دعویٰ کر دیا بعض قبائل کے کچھ لوگ اس کے پیرو ہو گئے۔حضور سرور عالم ﷺ نے اس کی سرکوبی کے لیے حضرت ضرار بن ازو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھوڑی سی فوج کے ہمراہ روانہ کیا آپ جب علم رسالت لیکر پہنچے تو بکثرت مسلمان آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔۔حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حملہ کی تیاری میں مصروف تھے کہ محبور ربالعالمین ﷺ کے واصلی لی اللہ ہونے کی خبر پہنچی جس سے تمام حجاز میں ایک نیا انوالب برپا ہو گیا۔ کذاب رسولوں کی چھوٹی نبوتیں پروان چڑھیں۔طلحہ کی طاقت بھی اس موقع پر بہت بڑھ گئی م بنی عطفان بنی طے بنی ہوازن کے بےشمار لوگ طلحہ کے پیرو ہو گئے۔اس بڑھتے ہوئے فتنہ کا یہ زثر ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے مقرر کردہ عاملین جو حضور کی مفارقت کے صدمے میں مدینہ چلے آئے تو حضرت ضرار بھی مدینہ واپس آ گئے۔میدان خالی پا کر طلحہ اور اس کے پیروان نے ظلم وتعدی پر کمر باندھی۔مدینہ طیبہ پر سب سے پہلے جن مرتدین نے یلغار کی وہ اسی طلحہ کے گروہ کے لوگ تھے۔حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہوتے ہی طلحہ کی طرف سے زکوٰۃ معاف کرانے کی خاطر ایک سفارت بھیجی گئی

جس کو امیر المومنین نے نامنظور کر دیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلیحہ کے مقابلہ کے لیے مامور فرمایا۔حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 9 نے الان فرمایا کہ میں خیبر کی راہ سے جات اہوں بنی طے کے کوہستانی مقامات سلمیٰ ادر اجا میں خیمہ زن ہونگا اور بنی طے ہی سے اپنی مہم کا آغاز کروں گا حضرت عدی بن حاتم جو بنی طے کے سردار تھے اور حضرت خالد کی ہمراہی میں تھے انھوں نے حضرت سیف اللہ سے پہلے اپنی قوم میں جانے کی اجازت طلب کی اور کہا میں وقم میں پہنچ کر آپ کی موافقت پر آمادہ کروں گا۔عدی کی سفارت بہت کامیاب ہوئی اور بنی طے لشکر مجاہدین میں شامل ہو گئے۔

حضرت خالدؓ نے عکاشہ بن محصن اور ثابت بن افرن کو طلیمو لشکر مقرر کر کے آگے روانہ کیا۔طلیحہ نے لشکر اسلام کی نقل وحرکت معلوم کرنے لیے لیے جاسوس لگا دیے تھے اس مقدمتہ الجیش پر طلیحہ اور اس کے بھتا نے حملہ کر دیا دونوں یہ سردار شہید ہو گئے حضر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لشکر اسلام نے جب ان دونوں سرداروں اور دیگر شہدا کی لاشیں دیکھیں تو سب کو بیحد رنج وملال ہوا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مقام پر لشکر کو متب کیا انصار پر ثابت بن قیس کو اور بنی طے پر عدی بن حاتم کو سردر مقرر کیا اور بہ تعمیل آگے بڑھ کر طلیحہ کے لشکر سے جنگ شرو کر دی۔عیینہ بن حسن اپنے سات سو بہادر سپاہیوں کے ستھ طلیحہ کے لشکر میں شامل تھا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھار ہا تھا۔

طلیحہ ایک لمبی قبا پہنے عصا ہاتھ میں لیے پیغمبرانہ انداز کے ساتھ صفوں کے پیچھے فوج کو ترغیب جنگ دے رہا تھا اور پکار پکار کر کہہ رہا تھا اے میری امت کے بہادرو اب مجھ پر فتح وظفر کی وحی آنے ولای ہے جان توڑ کر لڑے جاؤ عیینہ اپنے بہادروں کے ساتھ لڑ رہا تھا وہ لڑتے لڑتے طلیحہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کیا کوئی وحی آئی۔جواب نفی میں ملا پھر جا کر لڑائی میں مصروف ہو گیا۔دوبارہ پھر آیا اور سابقہ سوال زبان پر لایا جواب پھر نفی میں ن ملا۔عیینہ پھر جا کر شمشیر زنی میں مصروف ہو گیا۔لڑتے لڑتے جب زیادہ دیر ہو گئی تو پھر آیا سہ بارہ پھر پہلے سوال کا اعادہ کیا۔طلیحہ نے کہا ہاں وحی آ گئی۔وحی کے الفاظ کا ترجمہ یہ کہ جیسی چکی ان (مسلمانوں) کی ہے ویسی ہی چکی تمہاری ہے۔عرب کے لوگوں میں جنگ کو چکی سے تشکیل دیتے ہیں وحی کا مفہوم یہ ہوا کہ اس جنگ میں جو حالت فریق ثانی کی ہے وہی تمہاری ہے عیینہ نے طلیحہ کی زبان سے جب یہ الفاظ سنے تو غصہ میں لال ہو گیا اور یہیں سے چیخا کہ اے میری قوم کے لوگوں اے بنی فرازہ طلیحہ کاذب ہے دغاباز ہے فوراً میدان سے جنگ چھوڑ کر نکل چلو اور خود بھی بھاگ کھڑا ہوا ساری فوج میں بھگڈر پڑ گئی۔طلیحہ نے جب فوج کی بے تحاشہ مفروری کو دیکھا تو فوراً اپنے گھوڑے پر جو برابر ہی کسا ہوا کھڑا تھا سوار ہوا اور اپنی اہلیہ کو پشت مرکب پر سوار کر لیا اور گھوڑا میدان سے بھگا دیا پیچھے منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا۔بھاگتے بھاگتے حدود شام میں داخل ہو گیا وہاں بنی گلب میں رجو بنی قضاعہ کی ایک شاخ ہے قیام پذیر ہوا۔فتنہ ارتداد ختم ہونے کے بعد جب تما بنی کلب اور قضاعہ اور بنی عطفان مسلمان ہو گئے تو طلیحہ بھی جھوٹی پیغمبری سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گیا۔حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں طلیحہ مدینہ منورہ حاضر ہوا اور امیر المومنین کے ہاتھ پر تجدید توبہ کی۔حضرت نے اس کو مجاہدین اسلام میں شامل فرما لیا۔

لقیط ازدی۔پیغمبراں کاذب میں لقیط میں مالک ازدی کا پانچواں ممبر ہے۔یہ شخص نواح عمان کا رہنے والا تھا۔حضور رحمت عالم کے

زمانہ مبارک میں عمان اور مہرد کی دونوں ریاستوں پر علمبندی کے دو بیٹے جیفر اور عیاد حکمران تھے۔ یہ ددنوں اپنے باپ کے بعد داخل اسلام ہوئے ایمان لائے حضور نے انہی کو وارث سلطنت سمجھ کر حکومت فرمائی۔

حضور ﷺ کی وفات کے بعد یہاں بھی انقلاب و اضطراب پیدا ہوا۔لقیط نے فوراً نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ بڑی تیزی کے ساتھ لوگ س کے پیرو ہوگئے اس نے اس قدر طاقت فراہم کر لی کہ عمان اور مہرہ دونوں ریاستوں پر قابض ہوگیا۔ اور دونوں شہزادے جو حقیقی وارث تھے آبائی حکومت سے محروم ہوگئے جیفر نے تمام واقعات کی اطلاع حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔ حضرت نے حذیفہ بن محصن کو عمان میں اور فجہ بارتی کو مہرہ کی طرف روانہ فرمایا۔ دونوں کو ہدایت فرمائی کہ دونوں شہزادوں کے مشورے سے کوئی اقدام کریں یہ دونوں ہنوز منزل مقصود تک نہیں پہنچے تھے کہ حضرت عکرمہؓ معہ لشکر اشاراہ میں ان سے مل گئے تینوں سرداروں نے دونوں شہزادوں سے خط وکتابت شروع فرمادی۔

لقیط کذاب کو جب لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر دیا میں ڈال دیا دونوں شہزادوں کے طرفدار بھی لشکر اسلام میں شامل ہوگئے۔ بڑی شدید جنگ ہوئی دونوں طرف کی فوجیں شکست وفتح کا فیصلہ کرنے میں مذبذب تھیں یکا یک اسلامی دو لشکر حریث بن راشد اور سبحان بن صوجان بنی ناجیہ کے لشکر جرار کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کو آگئے۔ دشمن کی فوجیں شکست خوردہ بھاگ کھڑی ہوئیں۔ اس جنگ میں دس ہزار مرتد مارے گئے مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ ہزاروں لونڈی غلام گرفتار ہوئے تاریخ خموش ہے آیا لقیط اور اس کے اہل وعیال کا کیا حشر ہوا گمان غالب یہ ہے کہ یہ چندروزہ کذاب نبی بھی اس جنگ میں کندہ جہنم بنا۔

مضمون اگر چہ طویل ہوگیا مگر عہد نبوت کے کذاب رسولوں کے متعلق یکجائی مواد ہم نے ناظرین کے سامنے کر دیا۔

نوٹ

مولانا یوسف حسین قادری رحمتہ اللہ علیہ کا یہ مقالہ ماہنامہ " آستانہ " دہلی شمارہ اگست 1953ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ نادر اور نایاب مقالہ ہماری مجلس مشاورت کے معزز رکن سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی زیدمجدہ نے نارتھ کیرولینا امریکہ سے ہمیں بھجوایا ہے ان کے شکریہ کے ساتھ ماہنامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل میں اس کی اشاعت ثانی عمل میں لائی جارہی ہے۔

معذرت خواہ ہیں ہم!..

اس بار پھر ہم اپنے ان مقالہ نگاروں سے معذرت خواہ ہیں جن کے مضامین ومقالات اس شمارے میں بھی شامل نہ ہو سکے۔ سات ستمبر۔ یوم تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے دو تین اہم مضامین کی شمولیت ستمبر کے شمارے میں بہت ضروری تھی۔ بعض منظومات بھی رہ گئیں۔ قسط وار مضامین کی قسطیں بھی نہ لگ سکیں۔ اس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ ان شاء اللہ، اگلی بار انہیں شامل کرنے کی پوری کوشش ہوگی۔

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ
سرپرست اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل

عقیدہ ختم نبوّت اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام

مفتی محمد داؤد رضوی (فتح جنگ)

قرآن مجید کے بعد عقائد اسلامیہ کا بنیادی ماخذ چونکہ حدیث رسول ﷺ ہے اس لئے موقع کی مناسبت سے اختصار کے پیش نظر صرف چند احادیث مرفوعہ صحیحہ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے متعلق تحریر کی جاتی ہیں جن سے عقیدہ ایمانیہ، قطعیہ، یقینیہ، ایقانیہ واذعانیہ عقیدہ ختم نبوّت آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ آشکارا ہو رہا ہے۔

قصر نبوّت کی آخری اینٹ

(۱) عن ابی ہریرۃ انّ رسول اللہ قال: مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ واجملہ الّا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل النّاس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک عمارت بنائی اور اسے بہت اچھا اور خوبصورت بنایا مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی تو لوگ اس عمارت کے گرد گھومنے لگے اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی آپ ﷺ نے فرمایا (میں قصر نبوت کی آخری) اینٹ ہوں (وہ خالی جگہ پر کردی گئی) اور میں خاتم النبیین ہوں۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ﷺ، رقم الحدیث ۳۵۳۵، صفحہ ۵۹۵، دارالسلام سعودیہ۔ الجامع الصحیح للمسلم، واللفظ لہ، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین، صفحہ ۷۴۲، دارالحدیث قاہرہ۔ "آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا"

(۲) عن ابی ہریرۃ انّ رسول اللہ قال: فضّلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طھورا ومسجدا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون.

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے چھ اوصاف کے ساتھ دیگر انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے اور رعب اور دبدبہ سے میری مدد کی گئی میرے لئے غنیمتیں حلال کردی گئیں میرے لئے ساری زمین پاک کردی گئی اور مسجد بنا دی گئی اور مجھے ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ الجامع الصحیح للمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، ص ۱۶۴، دارالحدیث قاہرہ۔ سنن الترمذی، کتاب السیر، رقم الحدیث ۱۵۵۳، صفحہ ۳۹۷، دارالکتب

العلمیہ بیروت۔

سیاست انبیاء کرام اور ختم نبوت

(۳)وعن ابی ہریرۃ عن النبی قال:کانت بنواسرائیل تسوسہم الانبیاء کلّما ہلک نبیّ خلفہ نبیّ وانّہ لانبیّ بعدی. الحدیث۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ نبی اسرائیل کا ملکی وسیاسی انتظام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کرتے تھے جب کبھی ایک نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہوجاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب احادیث الانبیاء،رقم الحدیث ۳۴۵۵،صفحہ ۵۸۲،دارالسلام۔الجامع الصحیح للمسلم،کتاب الامارۃ،باب وجوب الوفا ببیعۃ الخلفاء،صفحہ ۶۱۰،دارالحدیث قاہرہ۔

لیس نبیّ بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں

عن مصعب بن سعد عن ابیہ انّ رسول اللہ خرج الی تبوک واستخلف علیا فقال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الاترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الّا انّہ لیس نبیّ.

مصعب بن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے راوی ہیں کہ نبی کریم نے جب غزوہ تبوک کیا تو آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جارہے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب المغازی،باب غزوہ تبوک،رقم الحدیث ۴۴۱۶،صفحہ ۷۴۹،دارالسلام۔جبکہ دوسری حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں

قال رسول اللہ لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الّا انّہ لانبیّ بعدی.

رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لئے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔الجامع الصحیح للمسلم،کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل علی بن ابی طالب صفحہ ۱۰۷۳،قاہرہ۔سنن الترمذی،ابواب المناقب عن رسول اللہ،رقم الحدیث ۳۷۳۹،صفحہ ۸۴۹،دارالکتب العلمیہ بیروت۔

تیس دجّال (نبوّت کا جھوٹا دعوی کرنے والے)

عن ثوبان قال قال رسول اللہ :انّ اللہ زوی لی الارض اوقال انّ ربی زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا(الی ان قال)وانّہ سیکون فی امتی کذّابون ثلاثون کلھم یزعم انّہ نبیّ واناخاتم النبیین لانبیّ بعدی ولفظ البخاری:دجّالون کذّابون قریبامن ثلاثین.

حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھا اور یقینا عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے۔حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔اور بخاری کے الفاظ ہیں تقریبا تیس دجال کذاب ہوں گے۔سنن ابی داؤد واللفظ لہ،کتاب الفتن،باب ذکرالفتن ودلائلھا،رقم الحدیث ۴۲۵۲،صفحہ ۶۶۶،دارالکتب العلمیہ بیروت۔سنن الترمذی،کتاب الفتن،رقم الحدیث ۲۲۱۹،دارالکتب العلمیہ

بیروت۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب المناقب،باب علامات النبوۃ فی الاسلام،رقم الحدیث ۳۶۰۹،صفحہ ۶۰۵،سعودیہ۔"رسالت ونبوت منقطع ہوگئی

(۶)حضرت انس بن مالک سے مروی ہے قال رسول اللہ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی.

رسول کریم ﷺ نے فرمایا بیشک رسالت اورنبوت منقطع ہوگئی ہے پس میرے بعدنہ کوئی رسول ہوگااورنہ ہی نبی۔سنن الترمذی،کتاب الرؤیا،رقم الحدیث ۲۲۷۲،صفحہ ۵۴۶،دارالکتب العلمیہ بیروت۔مسندالامام احمد بن حنبل،مسندانس،جلد ۳،صفحہ ۲۶۷،دارالفکر بیروت۔

آپ ﷺ آخری نبی

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ فانی اٰخرالانبیاء وانّ مسجدی اٰخرالمساجد.

رسول کریم ﷺ نے فرمایا بے شک میں آخرالانبیاء(آخری نبی)ہوں اورمیری مسجدآخرالمساجد ہے(خاتم مساجدالانبیاء ہے)کمافی روایۃ مجمع الزوائد،رقم ۵۸۵۵)۔الجامع الصحیح للمسلم،کتاب الحج،باب فضل الصلوۃ بمسجدی،صفحہ ۴۲۹،قاہرہ۔سنن نسائی،کتاب المساجد،فضل مسجدالنبیﷺ والصلوۃ فیہ،رقم ۶۹۱،صفحہ ۱۲۱،دارالکتب العلمیہ بیروت

لوکان نبیّ بعدی لکان عمربن الخطاب

عن عقبۃبن عامرقال قال رسول اللہ لوکان نبیّ بعدی لکان عمر بن الخطاب.

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہےکہ رسول کریم ﷺ نےفرمایااگرمیرے بعدکوئی نبی ہوتاتوعمربن خطاب ہوتا۔سنن الترمذی،ابواب المناقب،باب فی مناقب ابی حفص عمربن الخطاب ؓ،رقم الحدیث ۳۶۹۵،صفحہ ۸۴۰،دارالکتب العلمیہ بیروت۔

آپ کے بعدکوئی نبی نہیں

عن جبیربن مطعم انّ النبیّ قال:انا محمدواناأحمدواناالماحی الذی یمحواللہ بی الکفرواناالحاشرالذی یحشرالناس علی قدمی واناالعاقب وفی روایۃمسلم والعاقب الذی لیس بعدہ نبیّ.

حضرت جبیربن مطعم سےمروی ہےکہ نبی کریم ﷺ نےفرمایابے شک میرےمتعددنام ہیں میں محمدہوں میں احمدہوں میں ماحی ہوں یعنی اللہ تعالی میرے سبب سےکفرمٹاتاہے میں حاشرہوں میرےقدموں پرلوگوں کاحشرہوگامیں عاقب ہوں اورعاقب وہ ہےجس کے بعدکوئی نبی نہیں۔الجامع الصحیح للبخاری،کتاب التفسیر،سورۃالصف،رقم ۴۸۹۶،صفحہ ۸۶۹،سعودیہ۔الجامع الصحیح للمسلم،باب فی اسمائہ،صفحہ ۷۵۶،دارالحدیث قاہرہ۔وفی روایۃالترمذی:واناالعاقب الذی لیس بعدی نبیّ،رقم الحدیث ۲۸۴۰،صفحہ ۶۶۱،دارالکتب العلمیہ بیروت۔مسندالامام احمد،جلد ۴،صفحہ ۸۰،دارالفکر بیروت۔

نبی پاک ﷺ نےفرمایامیں اورقیامت ملے ہوئے ہیں

عن النبی قال: بعثت انا والساعۃ کھاتین

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیان کی انگلی مبارک ملا کر فرمایا (کما فی روایۃ اخری للبخاری عن سھل) فرمایا میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبیؐ بعثت انا، رقم الحدیث ۶۵۰۳ صفحہ ۱۱۲۷، دارالسلام ریاض ورقم الحدیث ۴۹۳۶ صفحہ ۸۸۰۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے ختم نبوّت اور قیامت کے قرب کو بہترین انداز میں بیان فرمایا۔ دونوں انگلیوں مبارکہ کو ملا کر یہ فرمانا کہ میں اور قیامت س طرح ملے ہوئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کی نبوت کا آفتاب تا قیام قیامت نصف النہار پر رہے گا اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور نہ ہی مبعوث۔ عقیدہ ختم نبوّت کی صداقت وحقانیت اس حدیث شریف کی شرح میں ایک اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھئے حضرت ابو زمل نے ایک طویل خواب دیکھی جس میں آپ نے دیکھا کہ ایک اونٹنی ہے وہ نبی پاک ﷺ چلا رہے ہیں۔ تعبیر کے لئے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا

واماّ الناقۃ التی رأیت ورأیتنی ابعثھا فھی الساعۃ علینا تقوم لا نبیّ بعدی ولا امۃ بعد امتی۔

بہر حال وہ اونٹنی جسکو تو نے دیکھا اور یہ دیکھا میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی (اور فرمایا) نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔ سبل الھدی والرشاد، جلد ۷، صفحہ ۲۶۲، پشاور۔ المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، جلد ۱۰، صفحہ ۹۹، لاہور۔ تلک عشرۃ کاملۃ "احادیث ختم نبوّت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا خلاصہ" بفضلہ تعالیٰ! عقیدہ ختم نبوّت کے متعلق ہم نے سینکڑوں احادیث مبارکہ میں صرف چند احادیث صحیحہ مرفوعہ متواترہ ومشہورہ نقل کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے کہ جن سے عقیدہ ختم نبوّت کا معنی ایمانی نہ صرف معلوم ہو رہا ہے بلکہ اس سے حقانیت وصداقت بھی نصف النہار کی طرح آشکارا ہو رہی ہے۔ اوّلاً: کہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں" اور کہیں فرمایا "وانا خاتم النبیین لا نبیّ بعدی" کہیں فرمایا "انّ الرسالۃ والنبوّۃ قد انقطعتا" کہیں فرمایا "ختم النبوّۃ" کہیں فرمایا "میں آخری نبی ہوں" کہیں فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے" کہیں فرمایا "میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔ ثانیاً: تاجدار ختم نبوّت ﷺ نے ختم نبوت کا خود ہی معنی ارشاد فرمادیا "لا نبیّ بعدی" "لیس بعدہ نبیّ" "فانی اٰخر الانبیاء" کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور "ختم نبوّت" کا یہی معنی کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ صحابہ کرام وائمہ اعلام سے تواتراً منقول ہے اور اسی پر پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اجماع واتفاق ہے۔ ثالثاً: آیات قرآنیہ واحادیث مبارکہ اور اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے عقیدہ ختم نبوّت، آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا جب ضروریات دین سے ہے تو پھر "خاتم النبیین" کے معنی میں

بقیہ مضمون صفحہ 8 پر دیکھیں

تحریک ختم نبوت 1974

بنتِ اسلام

1857ء جنگ آزادی کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ہوسِ زر کی تسکین کیلئے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے انگریز کی ہر چال پر لبیک کہا اس وقت علماء کرام نے بھی قلمی طور پر عقیدۂ ختم نبوتؐ کا دفاع کیا۔ اور ہر میدان میں اس کذاب کے سامنے سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوئے۔ پیر مہر علی شاہؒ نے ''شمس ہدایت'' کے نام سے ''ردمرزائیت'' پر کتاب لکھی جس سے مرزائیت میں زلزلہ برپا ہوگیا۔ مرزا غلام قادیانی نے جب اپنی جھوٹی نبوت کی رسوائی اور دعووں کا بطلان دیکھا تو طیش میں آکر پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کو قرآنی آیات کی تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا اور 25 اگست 2001 کا دن اس مباحثے کے لیے بمقام لاہور منتخب کیا جس کو تاجدار گولڑہ نے فوراً قبول کیا اور اپنی طرف سے بھی چیلنج کیا کہ مرزا اگر سچا ہے تو میرے سامنے آکر اپنی جھوٹی نبوت کا دفاع کرے اپنے دعووں کا ثبوت فراہم کرے ورنہ توبہ کرے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائے۔ پیر صاحب کے اس چیلنج نے مرزا قادیانی کے اوسان خطا کردیئے۔ کیونکہ اسے بخوبی علم تھا کہ وہ اپنے جھوٹے دعووں کے ثبوت فراہم نہ کرسکے گا اور سر بازار رسوا ہوگا۔ پیر مہر علی شاہ صاحب 24 اگست کو علماء کرام کے ساتھ ختم نبوتؐ کا دفاع کرنے کیلئے لاہور پہنچے مگر مرزا قادیانی چھ دن تک بھی لاہور نہ آیا۔ بار بار مرزا کو پیغامات بھجوائے جاتے رہے مگر مرزا کو گھر سے نکلنے کی بھی جرات نہ ہوئی کیونکہ جہاں حق آجائے وہاں باطل نہیں ٹھہر سکتا۔ بالآخر چھے دن انتظار کے بعد جب پیر علی شاہ صاحب واپس گولڑہ شریف پہنچ گئے تو مرزا قادیانی نے اپنے نہ آنے کی شرمناک وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ میں بحرحال لاہور پہنچ جاتا مگر مجھے معلوم ہوا تھا کہ کچھ جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ نبوت کا یہ جھوٹا دعوے دار پٹھانوں کے خوف سے اپنی نبوت کی صداقت ثابت کرنے نہ آسکا اس سے زیادہ اسکے کذاب ہونے پر کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی۔

قیام پاکستان کے وقت قادیانی قیادت نے پاکستان کی ہر ممکنہ مخالفت کی۔ اس وقت کے قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے پاکستان کی مخالفت میں خوب زہر اگلا۔ بعدازاں جب مرزائیوں کی پوری مخالفت کے باوجود پاکستان معرض وجود میں آگیا تو قادیانی قیادت نے مرزا محمود کے بیانات پر مبنی اخبارات و رسائل غائب کردیئے جوکہ آج تک بدستور غائب ہیں۔ قادیانیوں کی ویب سائٹ پر آج بھی قیام پاکستان اور اسکے بعد کے کچھ سالوں کے اخبارات موجود نہیں۔ جس کے پیچھے وجہ یہی ہے کہ مرزائیوں کی پاکستان دشمنی سامنے نہ آسکے۔

باونڈری کمیشن میں ظفراللہ قادیانی نے اپنے نام نہاد خلیفے مرزا بشیر الدین محمود کے حکم پر پاک و ہند کی تقسیم کی اکائی ضلع کی بجائے تحصیل کو قرار دے کر بہت سارے مسلم اکثریتی علاقے بھارت کی جھولی

سٹیشن ماسٹر نے خلاف ضابطہ ٹرین چناب نگر ریلوے سٹیشن پر رکوالی جہاں سینکڑوں افراد نے جن میں قادیانیوں کے قصر خلافت کے معتمدین، تعلیم الاسلام کالج کے طلبہ، اساتذہ اور بعض قادیانی دکاندار بھی شامل تھے، لاٹھیوں، سریوں، ہاکیوں، کلہاڑیوں اور برچھیوں کے ساتھ ٹرین کی بوگی میں موجود نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر حملہ کر دیا جس سے 30 نہتے طلبہ شدید زخمی ہوئے۔ قادیانی حملہ آور اپنے ساتھ تین سو کے قریب بازاری عورتوں کو بھی لائے تھے جو طلبہ پر حملہ کے دوران رقص کرتی اور تالیاں بجاتی رہیں۔ اس حملے میں نشتر میڈیکل کالج سٹوڈنٹس یونین کے صدر ارباب عالم بھی شدید زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ اس ظلم کی وجہ سے یہ تحریک چلی جو کہ بعد ازاں پوری قوم کی آواز بن گئی پوری قوم نے یک زباں ہو کر مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی جان ہتھیلی پر رکھ کر یہود و ہنود اور باطل وطاغوت کے ایجنٹوں کو للکارا اور دنیا کی ہر آفر کو پایہ حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔ قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے۔ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا مفتی محمود، مولانا سید علی رضوی، چوہدری ظہور الٰہی، مولانا عبد المصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبد الحق (اکوڑہ خٹک)، سردار شیر باز خان مزاری، مولانا ظفر احمد انصاری، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، مولانا صدر الشہید، جناب عمرہ خان، سردار شوکت حیات خان، راؤ خورشید علی خان، جناب عبد الحمید جتوئی، جناب محمود اعظم فاروقی، مولوی نعمت اللہ، سردار مولا بخش سومرو، حاجی علی احمد تالپور، رائیس عطاء محمد مری، مخدوم نور ہاشمی اور جناب غلام فاروق صاحب وغیرھم۔

س تحریک کے نتیجے میں حکومت مجبور ہوئی اور اس نے قومی اسمبلی کے تمام امور روک کر اسے ایک خصوصی کمیٹی کا درجہ دیتے ہوئے یہ مسئلہ اس کے سپرد کیا کہ اس پر مکمل غور کے بعد یہ کمیٹی اپنی سفارشات پیش کرے۔ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلے پر بحث شروع ہوئی، قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں نے اپنی خواہش اور درخواست پر اپنے محضر نامے قومی اسمبلی میں علیحدہ علیحدہ پیش کیے، ان کے جواب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی ''قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف'' کے نام سے اپنا تفصیلی موقف پیش کیا۔ لاہوری، قادیانی محضر نامے کے ترتیب وار جوابات کی سعادت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے حصے میں آئی اور انہوں نے علیحدہ علیحدہ دونوں محضر ناموں کے جوابات تحریری طور پر اسمبلی میں پیش کیے۔ قادیانی اور لاہوری گروپ نے صرف تحریری طور پر ہی اپنا موقف پیش نہیں کیا، بلکہ انہیں زبانی بھی اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا، قادیانی گروپ کی طرف سے قادیانیوں کا سربراہ مرزا ناصر احمد قومی اسمبلی میں پیش ہوا، 5 سے 10 اگست اور 20 سے 24 اگست تک کل گیارہ روز مرزا ناصر احمد کا بیان، اس سے سوالات و جوابات اور اس پر جرح ہوئی۔ ان گیارہ دنوں میں 42 گھنٹے مرزا ناصر پر جرح ہوئی۔ لاہوری پارٹی کی طرف سے ان کے سربراہ مسٹر صدر الدین پیش ہوئے۔ 27، 28 اگست کو ان کا بیان ہوا اور ان پر 7 گھنٹے جرح ہوئی، صدر الدین چوں کہ کافی بوڑھے تھے، پوری طرح بات بھی سننے کی قوت نہیں رکھتے تھے، اس لیے ان کا بیان میاں عبد المنان عمر کے وسیلے سے ہوا۔ گواہوں پر جرح اور ان سے سوالات کے لیے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو متعین کیا گیا، انہوں نے پوری

میں ڈال دیئے۔

1953ء کی تحریکِ ختمِ نبوتؐ میں بھی علماء اور عوام اہلسنت نے ''چمنستان رسالتؐ'' کی آبیاری اپنے سرخ لہو سے کی۔سینکڑوں غلامانِ مصطفیؐ نے جام شہادت نوش کیا۔مولانا عبدالستار خان نیازیؒ ،مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ ،مولانا خلیل احمد قادریؒ کو مارشل لاء کورٹ سے سزائے موت دی گئی۔ بعد ازاں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقیؒ پاکستان میں ختم نبوت کے منکروں کیلئے شمشیرِ بے نیام ثابت ہوئے۔ آپ کے جدِ امجد سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا تھا کہ:''اگر جنگل کے جانور میرا گوشت بھی نوچ کرلے جائیں تو گوارہ ہے مگر میں مصطفیؐ کی ختمِ نبوت کے منکر کے وجود کو اس زمین پر برداشت نہیں کرونگا''

سواد اعظم اہلسنت کے علماء صوفیا اور رہنما چونکہ پاکستان بنانے میں قائداعظم کے شانہ بشانہ کھڑے تھے اسلئے انہیں اس ملک سے دلی لگاؤ تھا اور رہے گا۔انہوں نے صرف مقامِ مصطفیؐ کے تحفظ اور نظامِ مصطفیؐ کے نفاذ کیلئے مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔پاکستان بننے کے کافی عرصہ بعد سب سے پہلے علماء اہلسنت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ،علامہ مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ ،مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ ،علامہ احمد سعید کاظمیؒ اور مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف آواز اٹھائی

اس کے بعد 1974 کی تحریک ختم نبوت نے وہ تاریخی کارنامہ سرانجام دیا جو رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔سات ستمبر کا دن ملک کا بہت اہم ترین دن ہے یہ دن صرف پاکستان کے لیے نہیں بلکہ پوری امت کے لیے۔بہت اہم دن ہے اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاصہ ختم نبوت پر پہرا دیا گیا۔اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا جھنڈا بلند ہوا تھا اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پہ ڈاکہ ڈالنے والے قادیانی ذلیل ورسوا ہوئے۔یہی وہ دن تھا جب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا 7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی آئین ساز اسمبلی میں آئینی ترمیم کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔

یہ فیصلہ بہت بحث ومباحثہ اور سوال وجواب کے ہر ہر پہلو پہ غور کرنے کے بعد دیا گیا تھا اس تحریک کے بانی مولانا احمد شاہ نورانی تھے مولانا احمد شاہ نورانی نے 30 جون 1974 میں قومی اسمبلی میں بل پیش کیا تھا جس کو اسمبلی نے منظور کرلیا تھا اور اسی قرارداد کے تحت قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا مولانا احمد شاہ نورانی نے ہی اس وقت قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر کو مناظرے میں بدترین شکست سے دوچار کیا۔یہ تحریک اس صورت شروع ہوئی کہ جب 29 مئی 1974 کو ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کو نقصان پہنچایا۔

نشتر میڈیکل کالج ملتان کے کچھ طلبہ معلوماتی اور تفریحی دورے پر چناب نگر کے راستے بذریعہ ٹرین پشاور جا رہے تھے کہ چناب نگر ریلوے سٹیشن پر قادیانیوں نے اپنا کفریہ لٹریچر ان میں تقسیم کرنے کی کوشش کی۔طلبہ نے یہ لٹریچر لینے سے انکار کیا اور ایمانی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے ریلوے سٹیشن پر ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے۔طلبہ کا یہ قافلہ جب 29 مئی کو واپسی کے سفر پر روانہ ہوا تو نشتر آباد ریلوے سٹیشن پر قادیانی سٹیشن ماسٹر نے چناب نگر کے قادیانی سٹیشن ماسٹر کو بذریعہ فون اطلاع دیدی کہ ٹرین کی فلاں بوگی میں نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ سوار ہیں۔ چنانچہ چناب نگر کے

قومی اسمبلی کی اس سلسلے میں معاونت کی اور بڑی محنت و جاں فشانی سے اپنی ذمہ داری کو نبھایا۔قومی اسمبلی کے ممبران اپنے سوالات لکھ کر اٹارنی جنرل صاحب کو دیتے اور وہ سوالات کرتے تھے،اس سلسلے میں مفتی محمود، مولانا ظفر احمد انصاری اور دیگر حضرات نے اٹارنی جنرل کی معاونت کی ۔مرزا ناصر اسمبلی میں علماء اکرام کے سوالات کا سامنا نہ کرسکا۔اور بے بسی و شرمندگی کی عملی تصویر بنا رہا۔مولانا شاہ احمد نورانی ،مولانا عبدالمصطفیٰ الاظہری ،مولانا سید محمد علی رضوی کا کردار تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے ۔ بالآخر پوری جرح ، بیانات اور غور وخوض کے بعد قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی نے اپنی رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی ۔وزیر اعظم پہلے ہی فیصلے کے لیے 7 ستمبر کی تاریخ طے کر چکے تھے، چنانچہ 7 ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا، جس میں خصوصی کمیٹی کی سفارشات پیش کی گئیں اور آئین میں ترمیمی بل پیش کیا گیا۔وزیر قانون نے اس پر مختصر روشنی ڈالی، اس کے بعد وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے تقریر کی ۔تقریر کے بعد بل کی خواندگی کا مرحلہ شروع ہوا اور وزیر قانون نے بل منظوری کے لیے ایوان کے سامنے پیش کر دیا، تاکہ ہر رکن قومی اسمبلی اس پر تائید یا مخالفت میں رائے دے ۔ رائے شماری کے بعد اسپیکر قومی اسمبلی نے پانچ بج کر باون منٹ پر اعلان کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم کے حق میں ایک سو تیس ووٹ آئے ہیں، جبکہ مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہیں ڈالا گیا، اس طرح قومی اسمبلی میں یہ آئینی ترمیم اتفاق رائے سے منظور کرلی گئی ۔ 6 ستمبر کو دو میٹنگز ہوئیں، سارے لوگ فیصلے کے منتظر اور پوری قوم لڑنے مرنے کو تیار تھی ملک کے کونے کونے میں فوج تعینات تھی ۔ 7 ستمبر کو قومی اسمبلی نے آئین میں ترمیم منظور کرلی اور قادیانیوں ، لاہوریوں کو غیر مسلم تسلیم کرلیا۔یوں ایک لمبی جدوجہد اور قربانیوں کے بعد منکرین ختم نبوت کے اس فتنے کو مملکت خداداد پاکستان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا گیا۔

مبارک حسین مصباحی غفرلہ

محترم المقام حضرت علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتھم القدسیہ السلام علیکم ورحمت اللہ و برکاتہ۔

مزاج وہاج گذشتہ شب آپ نے احقر کے تعلق سے اپنے وقیع تاثرات کا اظہار فرمایا۔حالاں کہ من آنم کہ من دانم ۔آپ فکر وقلم کے تاجدار ہیں ۔آپ نے تحریر وتصنیف میں بڑی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ۔آپ کی کچھ تحریریں احقر نے پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ فکر ونظر، زبان و بیان، علم وآگہی اور معلومات کا خزانہ آپ کی نگارشات میں رہتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو فکر بلند اور شعور وآگہی کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے ۔شاید ہماری بھی کچھ تحریریں آپ کی نظروں سے گذری ہوں گی ۔احقر اپنی کم علمی کے باوجود کچھ نہ کچھ کرتا ہی رہتا ہے۔آپ کی مسلسل مزید دعاؤں کی ضرورت ہے ۔اللہ تعالیٰ آپ کے سایۂ کرم کو جماعت اہل سنت پر دراز فرمائے ۔آپ سے باادب گزارش ہے کہ آپ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کے لیے اپنی گراں قدر تحریریں ارسال فرماتے رہیں ۔نیز آپ کی جو کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں، انھیں بھی واٹس ایپ پر ارسال فرمائیں ۔کرم بالائے کرم ہوگا۔آپ کا خادم احقر مبارک حسین مصباحی غفرلہ، خادم التدریس والصحافہ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی، ہند 19 اپریل 2020ء

خدائی عذاب

فرح احمد

یوں تو زمانہ نبوی ﷺ میں بھی اور بعد میں بھی کوئی نہ کوئی انسان نبوت کا دعوی دار رہا ہے جو خود کو منصب نبوت کا اہل سمجھ بیٹھتا ہے اور شیطان اس کی ذہن سازی کرنے اور مدد کرنے میں کمر بستہ رہتا ہے، مگر اللہ کی حکمت ہر چال پہ حاوی ہے۔ اللہ عزوجل ایسے دعوی داروں کو ہمیشہ ذلیل ورسواء کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔مشہور بدنام زمانہ کذاب مرزا غلام قادیانی (1839-1908) بھی ایک ایسا ہی دعوی دار نبوت تھا۔ اس کی موت ایسی عبرتناک ہوئی کہ صاحب عقل سن کر فوراً اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ لاہور برانتھ روڈ پر عبرت کا نمونہ بننے والا اپنی ہی گندگی میں ڈبکیاں کھاتا رہا۔

شاہدین کے مطابق

حضرت مسیح موعود علیہ۔۔ 26اپریل 1908 کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بوقت 4 بجے صبح آپ پر یہ وحی نازل ہوئی جو آپ کی وفات پہ دلالت کرتی تھی۔مباش ایمن از بازی روزگار (زمانے کے کھیل سے بے خوف نہ رہ) اس وحی کے بعد قادیان میں کوئی موقعہ نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالی کا کلام نازل ہو۔اس لیے یہ قادیان میں یہ آخری وحی تھی۔

(الحکم، قادیان، خاص نمبر 21-28 مئی 1934 ج 37 نمبر 19)

الحکم قادیان میں چھپنے والی یہ تحریر اس بات پہ دلالت کر رہی ہے کہ مرزا کی موت اسے کھینچ کر قادیان سے لاہور لے آئی تھی۔ جہاں ذلت و رسوائی کی موت اس کی منتظر تھی۔لاہور کے غیور مسلمانوں نے مرزے کی ذلت کی موت کو خوب پھیلایا اور ہر طرف اس کی پلید موت کے چرچے کیے تاکہ لوگوں کو اس مردود کی اصلیت سے آگاہی ہو۔زمانے کے کھیل نے مرزے کی پول کھول کر رکھ دی۔

حوالہ نمبر 2

قارئین جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا و مولانا مسیح موعود و مہدی موعود علیہ۔۔۔کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی۔۔۔۔ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر تقریبا دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نہ بالکل بند ہوئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفہ المسیح مولوی نورالدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا۔ اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے، آپ کوئی دوا تجویز کریں۔علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہوئی تھی اس لیے ہم پاس ہی شہر کے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا کہ امگر نبض واپس نہ آئی۔ یہاں تک کہ سوا دس بجے ۲۲ مئی ۱۹۰۸ کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملیا علان منجانب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ قادیانی، الحکم قادیان، ۲۸ مئی ۱۹۰۸، غیر معمولی)

(اعلان منجانب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ قادیانی، الحکم، قادیان 28

مئی 1908ء، غیر معمولی

مرزائی حضرات زور وشور سے مرزا ساب کی ہیضے سے مرنے کی خبر کی تردید کرتے ہیں کہ ان کے مسیح موعود ہیضے سے نہیں مرے بلکہ اسہال سے مرے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ

چھری خربوزے پہ گرے یا خربوزہ چھری پہ ،دونوں صورتوں میں کٹنا خربوزہ ہی ہے۔

اسہال اور وہ بھی سخت اسہال ہیضہ ہی ہے۔جیسا مولوی نورالدین اپنی کتاب بیاض نورالدین ص209 پہ لکھتا ہے کہا

گر اسہال کے ساتھ قے بھی شامل ہو تو مرض اسہال کے بجائے ہیضہ بن جاتا ہے۔

اوپر موجود حوالے میں مرزائی ڈاکٹر خود اعلان کر رہا ہے کہ مرزا ساب کو سخت اسہال کا دورہ پڑا۔علاج کیا مگر حالت نازک ہوتی گئی اور بالآخر مرزا ساب لڑھک گئے۔

مرزائی ہماری نہیں سنتے تو مرزا ہی سن لیں مرزائی ڈاکٹر کی ہی بات مان لیں۔اس رسالے کو ہی پڑھ لیں مگر کیا کریں ساری مرزائیت قائم ہی جھوٹ پہ ہے۔مرزا ساب کی تو بالکل نہیں سنتے۔حضرت فرماتے ہیں کہ

مرزائی مرزا ساب کو تو مانتے ہیں مگر مرزا ساب کی ایک نہیں مانتے

یاد رہے کہ بڑے بڑے دست آنے کی وجہ سے مرزا ساب کی حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔اور نبض اس وجہ سے بلکل بند تھی۔تو جب نبض بند تھی تو مرزا ساب کو کہاں ہوش ہونا کہ نشان دست کہاں کہاں ظاہر ہو رہے

حوالہ نمبر تین

اگر آپ احمد (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی ڈائری کو (اخبار بدر) کے پرچوں سے ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی۔آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے، آپ سارا دن ایک رسالہ لکھنے میں مشغول رہے جس کا نام پیغام سے ہے اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑا مجمع کے سامنے پڑھا جائے اور اس دن کی شام کو حسب معمول سیر کے لیے باہر تشریف لے گئے اور کسی آدی کو خبر نہ تھی کہی آپ کا آخری سیر تھا۔رات کو وہ ایک سخت بیماری میں (یعنی دست اور قے میں لموالف) مبتلا ہو گئے اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہو گیا۔آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لیے بالکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ خبر بھی لوگوں کو اس کی صداقتپر اعتبار نہ آیا۔"

(ریویو آف ریلیجنز، قادیان، ج ۱۳،نمبر 6 ص ۲۳۱)

عینی شاہد نے مرزے ساب کی موت کو ناگہانی لکھا۔حالانکہ مرزا رات کو دست میں مبتلا ہوئے اور اگلے دن صبح سوا دس بجے جہنم واصل ہوئے تو یہ ناگہانی موت نہ ہوئی وہ تو اچانک موت کو کہتے ہیں۔مرزا ساب سدا کے بیمار تھے اور اس بات کا اقرار وہ اپنی تحریروں میں کرتے رہتے تھے۔ہیضہ سے مرنا مرزا ساب کی اپنی کی ہوئی دعا سے ہی ممکن ہوا۔مرزا ساب کی اس کے سوا کوئی بھی دعا قبول نہ ہوئی۔مرزا ساب کی صحت کا ٹھیکہ تو یلاش نے لیا ہوا تھا مگر خدائی عذاب آیا تو مرزا ساب کے صحت کے ٹھیکے یلاش کے پاس ہی رہ گئے کیونکہ اللہ عزوجل کی تدبیر شیطان کی ہر چال پہ حاوی ہے۔

مولانا مبارک حسین مصباحی

الجامعتہ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ انڈیا

ماہ نامہ مجلہ الخاتم ﷺ انٹرنیشنل کچھ اپنے تاثرات قابل صد احترام، خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ، شیخ طریقت حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم القدسیہ، خلیفۂ مجاز، بریلی شریف، سرپرستِ اعلیٰ ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل، مدیر اعلیٰ الحقیقۃ، ادارہ فروغِ افکارِ رضا و ختم نبوت اکیڈمی، برہان شریف، ضلع اٹک پنجاب، پاکستان السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

امید کہ مزاج وہاج بخیر و عافیت ہوں گے۔آپ حضرات نے ختم نبوت فورم کے ترجمان اپنے ماہ نامہ مجلہ الخاتم ﷺ انٹر نیشنل کا آغاز خاتم النبیین ﷺ کی حدیث "انا خاتم النبیین لانبی بعدی" سے کیا ہے، اس کے بعد رقم فرمایا ہے: علمی، ادبی اور تحقیقی مجلہ" ماہ نامہ الخاتم ﷺ انٹرنیشنل، بائیں جانب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے معروف سلام کا موقع کی مناسبت سے یہ شعر درج ہے:

فتح بابِ نبوت کے بے حد درود ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام ٹائٹل میں دلکش رسم الخط میں "سرپرست اعلیٰ فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری" کا اسمِ گرامی مسکرا رہا ہے اور ٹھیک اسی کے نیچے "مدیرِ اعلیٰ علامہ مفتی سید مبشر رضا قادری" دعوتِ نظارہ دے رہا ہے۔ دلوں کو یقینِ کامل بخشنے والی سرکارِ دوعالم نبی آخر الزماں ﷺ کی مہر رسالت ہے، عین اسی کے نیچے دیدہ زیب گلدستے میں مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کا گنبدِ خضرا ہے، نیچے اور بائیں جانب اپنے عہد میں ختم نبوت تحریک چلانے والوں کے مقدس مزارات ہیں۔ پہلی نظر جب اس معنوی اور صوری حسین ٹائٹل پر پڑی تو ہم ورطۂ حیرت اور مسرت و شادمانی میں ڈوب گئے۔ اگر اس ٹائٹل کی خوبیوں اور باریک فنکاریوں پر لکھا جائے تو مجھ جیسے اناڑی کو بھی کئی صفحات درکار ہوں گے، مگر بر عکس فیلم و عکس وقت یہ بحث کوئی خاص نتیجہ خیز نہیں ہوگی۔ ہاں اس کے دیدار کے بعد یہ سمجھنے میں ایک لمحے کی تاخیر نہیں ہوئی کہ اس ماہ نامے کے سرپرست اعلیٰ اور مدیر اعلیٰ اپنا ایک علمی اور فنی مقام رکھتے ہیں اور انھوں نے اپنے رسالے کے موضوع کے ساتھ یقیناً انصاف کیا ہوگا۔ آپ دونون حضرات، ٹائٹل ساز اور دیگر معاونین کی بارگاہوں میں ہماری جانب سے تبریکات قبول فرمائیں۔اب ہم اس کے بعد والے صفحے پر پہنچے تو اس میں "بیاد" کے تحت چار نام ور بزرگوں کے اسمائے گرامی ہیں: (۱)- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۲)- پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (۳)- امام انقلاب شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (۴)- مجاہد ملت مولانا عبد الستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ ان چار بلند پایہ بزرگوں کی یاد میں اس رسالے کے جاری کرنے کا مقصد پورے طور پر واضح ہے، انھوں نے اپنے اپنے عہد زریں میں قابل قدر اور صد آفریں خدمات ختم نبوت کے حوالے سے انجام دی ہیں۔ ان میں سے صرف قائدِ اہلِ سنت حضرت

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کی دو بار زیارت اور شرفِ نیاز حاصل کر پائے۔ دونوں بار خاکِ ہند کی معروف درس گاہ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی بستی یوپی میں۔

پہلی بار ۱۹۹۲ء میں اس وقت ان کے دو بار خطاب سننے اور شیریں انداز میں قراءت سماعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ پہلا خطاب ختم بخاری شریف کی مبارک محفل میں، اس میں آپ نے دیگر ارشادات کے ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے، بارگاہِ رسول میں ان کی اس خدمت کی برکت یہ ہے کہ ان کی قبر سے خوشبو پھوٹتی ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم نے بھی بہت خوشبوئیں استعمال کی ہیں، مگر ہم بھی شناخت نہ کر سکے کہ یہ کون سی خوشبو ہے، یہ بلاشبہہ مشک وعنبر سے بھی اعلیٰ خوشبو تھی، ان کے دربار میں حاضری میں روحانی اور عرفانی لطف ہی کچھ ایسا تھا کہ ہمارے پاس ترجمانی کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ آپ نے اپنی بے پایاں محبت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے مجھ حقیر فقیر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ کا نام مجلس ادارت میں دینے کے لیے مشورہ طلب فرمایا تھا۔

ہم نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کی کہ شاید خاموشی کو آپ انکار تصور فرمائیں، مگر بڑوں کی ایک شان کریمانہ ہوتی ہے، آپ نے میرے جیسے کم پڑھے لکھے کا نام ڈال کر مجھے پھر خاموشی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا، دراصل بزرگوں کا ایک مزاج ہوتا ہے، جب وہ عطا فرماتے ہیں تو وہ لینے والے کا دامن بھی وسیع فرما دیتے ہیں اور عطا و بخشش سے سرفراز بھی فرما دیتے ہیں۔ فجزاکم اللہ خیر الجزاء۔ آگے صفحہ ۳/ پر آپ نے قرآن عظیم کی آیتِ کریمہ نقل فرمائی ہے: { مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ } (الاحزاب: ۴۰) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

مزید آپ تحریر فرماتے ہیں: تمام مفسرین کا اس باب پر اتفاق ہے کہ آیت میں خاتم النبیین سے مراد مکی و مدنی آقا ﷺ ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد صحیح البخاری کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ﷺ، حدیث ۳۵۳۴، ۳۵۳۵ درج ہے جو حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ اس کے بعد متعدد کالموں میں علمی، تحقیقی اور فنی نثر و نظم کی فکر انگیز اور معلومات افزا فہرست ہے، کالم یہ ہیں۔ رونمائی۔ منظومات۔ رضویات۔ تحریکات۔ تفکرات۔ تعاقبات۔ تفہیمات۔ اختلافات۔ شناسائی۔ اظہارِ تشکر۔ آپ نے اور حضرت مدیر اعلیٰ دام ظلہ العالی نے جس کمالِ فن اور حسنِ ترتیب کے ساتھ مضامین اور قلم کاروں کا انتخاب فرمایا ہے، دل و دماغ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ نگارشات کے سمندروں میں حقائق و مفاہیم کی موجیں ہر رخ سے دلوں کو مسرور کر رہی ہیں اور بعض مضامین کی تہوں میں دلائل کی فکر انگیزی ہاتھ پکڑ کر روکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اب سوچتا ہوں کہ کس کا ذکر کروں اور کس کو نظر انداز کروں۔ یہ دراصل ہمارے ذوقِ مطالعہ سے بہت بلند ہے، سچ ہی کہا ہے کسی بلند پایہ شاعر نے:

شکارِ ماہ کہ تسخیرِ آفتاب کروں میں
کس کو ترک کروں کس کا انتخاب کروں

(مضمون جاری ہے بقیہ ان شاء اللہ آئندہ شمارہ میں)

سات ستمبر۔۔۔۔۔۔۔۔یوم تحفظ ختم نبوت۔۔۔۔

تحریک ختم نبوت 1974ء بھی نہایت کامیابی سے ملک گیر چلی۔سینکڑوں علماء ومشائخ اسیر ہوئے۔ پاکستانی پارلیمنٹ کے اندر پہلی بار فتنۂ مرزائیت کے خلاف باضابطہ بحث کا آغاز قائد اہل سنت علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی 15/اپریل 1972ء کی اس تقریر سے ہوا جس میں آپ نے مسلمان کی تعریف کو آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ": مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی واحدنیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے،مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں "مولانا کوثر نیازی کے چیلنج پر علامہ عبد المصطفیٰ الازھری رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی۔قائد اہل سنت علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے 30/جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ۔اس تحریک میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا رکن بھی منتخب کیا گیا۔آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے اراکین میں تقسیم کرنے کے علاوہ ان سے ذاتی رابطہ بھی رکھا۔ اس تحریک میں آپ نے نہایت سرگرمی دکھائی،آپ نے تین ماہ کے دوران صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ آپ کی قیادت میں مولانا سید محمد علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ،علامہ عبد المصطفیٰ الازھری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدر الدین پر اٹارنی جنزل کے توسط سے 76 سوالات کئے،کل 170 سوالات اور جرح کے نتیجے میں مرزائیوں کا دجل وفریب طشت از بام کیا۔بالآخر تمام مسلمان عوام اور علماء ومشائخ کی متفقہ کاوشیں رنگ لائیں اور 7/ستمبر 1974ء کو دنیا کے سارے اسلامی ممالک میں یہ قابلِ فخر اعزاز اور سعادت صرف مملکت خداداد پاکستان کے حصے میں آئی کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار عقیدہ ختم نبوت کی بنا پر مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو سرکاری طور پر بھی غیر مسلم قرار دے کر قانونی اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔۔ سات ستمبر دن ہمارے لئے یوم تحفظ ختم نبوت ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم ہر سال اس دن کو نہایت شایان شان طریقے سے "یوم تحفظ ختم نبوت" کے طور پر منائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

سرپرست اعلیٰ ماہنامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل